SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Thursday, the 13th February, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (30) مُنِيْبِيْنَ
اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (31) مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (32) وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ
مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (33)
لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (34)

ترجمہ : تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ (مومنو) اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا ○

(اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے ○ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں سے اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگتا ہے ○ تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں۔ سو (خیر) فائدے اٹھا لو عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ○

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Thursday, the 13th February, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (State Bank Building), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ
لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ
اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا
دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ
مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾
لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ : تو تم ایک طرف کے ہو کر دین (خدا کے رستے) پر سیدھا منہ کئے چلے جاؤ (اور) خدا کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے (اختیار کئے رہو) خدا کی بنائی ہوئی (فطرت) میں تغیر و تبدیل نہیں ہو سکتا۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ○ (مومنو) اسی (خدا) کی طرف رجوع کئے رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں نہ ہونا ○

(اور نہ) ان لوگوں میں (ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور (خود) فرقے فرقے ہو گئے۔ سب فرقے اسی سے خوش ہیں جو ان کے پاس ہے ○ اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتے اور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت کا مزا چکھاتا ہے تو ایک فرقہ ان میں سے اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگتا ہے ○ تاکہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں۔ سو (خیر) فائدے اٹھا لو عنقریب تم کو (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ○

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

107. *Transferred to the Prime Minister's Secretariat for answering on the 19th February,* 1986.

جناب عبدالرحیم میردار خیل صاحب سوال نمبر ۱۰۸

INTAKE OF BALUCHISTAN PCS OFFICERS INTO DMG GROUP

108. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel** (Put by Mr. Hussain Bakhsh Bungalzai): Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that there is a proposal under consideration of the Government to appoint the officers of Baluchistan Provincial Civil Service (Executive) to various posts in the Federal Government on a permanent basis; and

(b) if so, when will the employees of the Baluchistan Provincial Civil Service be appointed on the said posts ?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) Government has under consideration a proposal for intake of Provincial Civil Service Officers (Executive) into the District Management Group at appropriate levels.

(b) No definate indication can be given until government takes a final decision.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

ایک معزز رکن : کیا اس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کر سکتے ہیں کہ ایسا ایک مہینے کے بعد، دو مہینے کے بعد یا چھ مہینے کے بعد ہو گا ؟

جناب سرتاج عزیز : جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ایک تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ اور اس وقت قطعی طور پر یہ بتایا نہیں جا سکتا کہ اس پر کتنا عرصہ لگے گا، لیکن امید ہے کہ عنقریب ہی کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, since when the Government is considering this proposal ?

Mr. Sartaj Aziz : The proposal was first initiated a few months ago and it did not concern only Baluchistan but it concerned all the provincial services; because before 1983 re-organization of the provincial services officers, there was a regular quota by which they were inducted into the Civil Service of Pakistan as it was called at that time, and certain proportion of posts was earmarked for them. In the 1973 reforms, this provision disappeared and since then it has been reintroduced successfully in the Police Service of Pakistan. Now it is being proposed for other civil services like the District Management Group.

Mr. Chairman : Question No. 109 has been transferred to the Finance Division for answer on the 19th of February. Next question.

اگلا سوال مولانا کوثر نیازی صاحب!

Repayment of Insurance Sum to Pakistan Workers in Saudi Arabia

110. ***Maulana Kausar Niazi** (Put by Mr. Ahmed Mian Soomro): Will the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis be pleased to state:

(a) whether the Government is aware of the fact that under the Saudi labour laws social insurance is deducted at the rate of 5% of their basic pay from all the local and foreign workers;

(b) whether it is also a fact that this amount is returned in case of death of the worker or if he reaches the age of sixty years during the service; and

(c) whether the Government will take measures that the amount of insurance is repaid to the Pakistani workers on their return to Pakistan ?

Sardar Maqsood Ahmed Khan Leghari (Answered by Rai Mansab Ali Khan): (a) Yes.

(b) Yes, it is a fact that the workers are entitled to their accumulated amount of insurance fund provided that they fulfil the conditions laid down in the labour laws of Saudi Arabia.

(c) This issue is already being pursued by Pakistan's Ambassador in Saudi Arabia.

جناب احسان الحق پراچہ : گذشتہ سال کتنی رقم پاکستانی ورکروں کو اس فنڈ سے دلوائی گئی ؟

رائے منصب علی خان : جناب یہ تو بالکل ایک fresh question ہے اس کے لئے فریش نوٹس چاہیئے۔

جناب چیئرمین : fresh notice اگلا سوال نمبر ۱۱۱ مولانا کوثر نیازی صاحب!

PUBLICATION OF RESEARCH MATTERS RELATING TO WOMEN

111. ***Maulana Kausar Niazi** (Put by Mr. Ahmed Mian Soomro): Will the Minister Incharge of the Women's Division be pleased to state:

(a) the number of research papers published so far by the Women's Division on matters and issues relating to women; and

(b) whether it is a fact that these booklets are meant for circulation abroad and not for distribution in the country ?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) 65.

(b) No.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر ۱۱۲۔

ملک فرید اللہ خان : جناب وزیر انصاف صاحب۔

NARCOTICS SEIZED IN WANA SUB-DIVISION

112. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the quantity of narcotics *i.e.* hashish, opium and heroin, seized in the Wana Sub-Division, South Waziristan, from 1st January to 31st December, 1985 ; and

(b) whether it is a fact that seized quantity of narcotics was later on misappropriated ; if so, the action taken against the officials responsible for it ?

Syed Qasim Shah (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) 210 small bags of one k.g. each of heroin were seized at Tanai Barrier on 18-9-1985 and those were destroyed later on as per court orders.

(b) There is no truth in this allegation.

ملک فریداللہ خان: سپلیمنٹری سر۔ کیاوزیر صاحب بتائیں گے کہ اس میں صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے کہ ایک کلو گرام کے ۲۱۰ چھوٹے تھیلے پکڑے گئے ہیں۔ جبکہ ساؤتھ وزیرستان کی واناسب ڈویژن میں میری اطلاع کے مطابق ۵۱ ہیروئن cases پکڑے گئے ہیں اور ساتھ ہی جناب اس میں میں نے حشیش 'افیون' اور دوسری منشیات کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس کا انہوں نے سرے سے ذکر ہی نہیں کیا ہے سوائے ایک واقعہ کے۔ کہ وہ تھیلے پکڑے گئے اور ضائع کر دیئے گئے تھے۔ توافیون اور حشیش کی کتنی مقدار پکڑی گئی تھی؟

جناب چیئرمین: جناب وزیر انصاف صاحب!

جناب اقبال احمد خان: I am sorry Sir, میرے پاس جواس وقت اطلاع تھی وہ یہی ہے جو میں نے گذارش کر دی۔

ملک فریداللہ خان: سر جواب تو نامکمل ہے اگر یہ معلومات اکٹھی کر لیں تو پھر جواب دے دیں۔ کیونکہ یہ جواب پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ جواب نامکمل بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا۔ یعنی یکم جنوری اور ۳۱ دسمبر کے درمیان صرف یہی ایک کیس ہوا ہے تو جواب درست ہو گا۔ آپ کی اطلاع

ہے اور بھی کچھ ہوا ہے۔ اگر آپ کی اطلاع صحیح ہے تو اس کے متعلق ....

ملک فرید اللہ خان : عرض یہ ہے کہ میرا سوال یہ ہے کہ یکم جنوری ۸۰ء سے لے کر دسمبر ۱۹۸۵ء تک ' جبکہ اس میں لکھا ہے کہ یکم جنوری تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء تک یہ جواب ہی غلط ہے اور انہوں نے جو تفصیل دی ہے وہ بھی غلط ہے۔

جناب چیئرمین : یہی میں عرض کر رہا تھا کہ اگر آپ کا سوال یہی ہے کہ یکم جنوری تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء ....

ملک فرید اللہ خان : No Sir یکم جنوری ۱۹۸۰ء سے لے کر ۳۱ دسمبر ۱۹۸۵ء تک۔

جناب چیئرمین : انگریزی میں اتنا ہی ہے جتنا وزیر صاحب نے جواب دیا ہے۔

قاضی حسین احمد : ضمنی سوال۔ کیا وزیر صاحب کو یہ معلوم ہے کہ اس طریقے سے جو نارکوٹکس پکڑی جاتی ہیں ان کی جگہ جعلی قسم کی نارکوٹکس رکھ دی جاتی ہیں اور اصلی نارکوٹکس پھر انہی لوگوں کو دے دی جاتی ہیں؟

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! یہ درست نہیں ہے کیونکہ جب ان کو ضائع کیا گیا تو اس میں پبلک کو بھی مدعو کیا گیا تھا اور اسے عام پبلک place پر عدالت کے نمائندوں کی موجودگی میں ضائع کیا گیا تھا۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں یہ بات نہیں پوچھ رہا۔ میں نے کہا کہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ جعلی نارکوٹکس موجود ہیں جن کو رکھا جاتا ہے؟

جناب اقبال احمد خان : آپ کوئی ایسا واقعہ پیش کریں۔ اس کی انشاء اللہ تحقیقات کر کے مناسب کارروائی کی جائے گی۔

قاضی حسین احمد : جناب عالی! یہ عام کاروبار ہے آپ کو اس کا معلوم ہونا چاہئے۔ جعلی حشیش وغیرہ رکھ کر اصل آپ کو واپس کر دیئے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ آپ کا سوال صحیح ہے کہ آپ نے یکم جنوری ۸۰ سے ۸۵ء تک پوچھا ہے۔ ترجمے میں اردو اور انگریزی دونوں میں غلطی ہوئی ہے۔ تو میرے خیال میں اس کو ڈیفر کر کے کسی دوسرے دن کر لیتے ہیں۔

QAUMI BRAMPTAS IN WANA SUB DIVISION

113. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for State and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the total amount realised as fine in different criminal cases and 'Qaumi Brampta' in Wana sub-Division in South Waziristan from 1st January, 1980 to 31st December, 1985;

(b) the amount of surety forfeited alongwith the number of confiscated guns in the said cases during the said period ; and

(c) the number of persons sentenced to imprisonment during the said period alongwith the details thereof separately ?

Syed Qasim Shah (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) The total amount realised as fine in different criminal cases and Qaumi Bramptas in Wana Sub-Division is Rs. 14,70,239.50.

(b) Total sureties amount forfeited is Rs. 1,91,000. The guns confiscated as sureties are as under:

7.62	13
303	42
8 MM	5
Pistols.	346
5 Shot Rifles.	90
Sten Gun.	1
Shot Rifles.	10
7 MM	6
Double Barrel Shot Gun.	2

(c) Forty two persons were awarded imprisonment. The details of which are attached as per Annexure 'A'.

Annexure ' A '

LIST OF PERSONS

1. Accused Roshan Gul, imprisonment two years, fine rupees twenty thousand or in default two years more imprisonment.

2. Qibla Khan, imprisonment one year, fine ten thousand or in default one year imprisonment.

3. Qasim Khan, imprisonment one year, fine rupees ten thousand or in default one year imprisonment.

4. Accused Khushk Yar, imprisonment three years. After passing eleven months imprisonment he was released on appeal.

5. Accused Nawab Khan, imprisonment, twelve years.

6. Musa Khan, imprisonment three years.

7. Jamil Khan, imprisonment seven years.

8. Mir Azam Khan, imprisonment one year.

9. Nizam Khan Shraf Khel, imprisonment ten years and fine rupees fifty thousand on appeal he was sentenced seven years and fined rupees ten thousand.

10. Nawab Khan, imprisonment five years, fine rupees twenty thousand. One appeal fined Rs. fifty thousand.

11. Awal Jan, imprisonment five years, fined rupees twenty thousand. On appeal fined rupees fifty thousand.

12. Mahsud, imprisonment five years, fine rupees twenty thousand. On appeal fined rupees fifty thousand.

13. Abdur Rehman S/o Emal Khan, imprisonment one year.

14. Abdur Rehman Alias Mauti, imprisonment seven years.

15. Accused Badshah Jan 16. Matiullah Khan 17. Ajab Noor	They are all brothers and were sentenced for one year each. But on account of the death of one of them all were released on mercy petition.

18. **Said Behadur Shah, Afghan Refugee, imprisonment four** months or fine, security of rupees two lacs. On refusal of security he was sent to Jail for four months.

19. Gul Sarwar Gangi Khel, imprisonment fourteen years.

20. Hazrat Khan Sirki Khel, imprisonment one year, fined rupees ten thousand. On appeal he was fined rupees six thousand only.

21. Mir Zagai Dinar Khel, imprisonment three years.

22. Ajab Khan Ghani Khel, imprisonment three years and fine rupees fourty thousand or in default two years.

23. Girgat, fine rupees twenty five thousand or in default two years imprisonment.

24. Zaraq Khan imprisonment one year or fine rupees sixteen thousand.

25 to 28. Mohammad Nawab etc. (four persons) imprisonment two months each.

29. Izat Khan Kikerai, imprisonment two years, fine rupees twenty thousand. On appeal they were fined, rupees eight thousand only.

30. Mohammad Salim Clerk Gandapur, imprisonment two years.

31 to 39. Umar Daraz etc. Gangi Khel (Nine persons), fined rupees two lacs and sixty five thousand or in default two years imprisonment to each.

40. Rafiq, imprisonment one year, fine rupees twenty thousand.

41. Arman, imprisonment six months.

42. Taj Mali, imprisonment five months.

ملک فرید اللہ خان: سپلیمنٹری سر۔ کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے۔ کہ میں نے جرائم اور ان میں جو لوگ قید ہوئے ہیں ان کی بھی تفصیل مانگی تھی مگر یہاں صرف یہ بتایا گیا کہ فلاں شخص اتنا قید ہوا' اتنے ہزار روپے جرمانہ کیا گیا جبکہ یہ تمام لوگ جو قید ہوئے ہیں ان کا جرم صرف ۱۰۷ جسے ہم ضابطہ فوجداری کہتے ہیں "اگر اس چھوٹے سے جرم پر اتنی بڑی بڑی سزائیں دی گئی ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں جبکہ FCR میں ان کی تفصیل بھی واضح ہے'' اور وہ صرف ضمانت ہوتی ہے اس میں قید ہوتی ہی نہیں؟

جناب چیئرمین: اگر آپ ۱۰۷ کی بات کرتے ہیں اس میں تو نہ ایک سال سے زیادہ ضمانت ہوتی ہے اور نہ قید ہو سکتی ہے۔ یہ تیرہ سال کیسے ہوئے۔

ملک فرید اللہ خان: سر یہی میں پوچھ رہا ہوں کہ یہ جو لوگ قید ہوئے ہیں کونسے جرم کے تحت۔ یہی وزیر صاحب سے میں پوچھنا چاہوں گا؟

جناب اقبال احمد خان آپ کا یہی سوال تھا اسی کے مطابق ہم نے عرض کیا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہاں پر بھی expression کی بات ہے۔ انہوں نے یہ دریافت کیا ہے کہ مذکورہ عرصے کے دوران کتنے افراد کو سزائے قید ہوئی ان کی الگ الگ تفصیلات بتائی جائیں۔

Probably what he meant was the crimes for which they had been sentenced or punished. You should have mentioned that clearly.

ملک فرید اللہ خان: یہ تو میں نے کہہ دیا ہے۔

جناب چیئرمین: تفصیلات کا مطلب تو یہ ہوا کہ قید کی کیا تفصیل ہے وہ انہوں نے بتادی ہے۔

ملک فرید اللہ خان : جناب یہ بھی ساتھ بتا دیتے کہ فلاں جرم میں.....................

جناب چیئرمین : اگر آپ ان سے پوچھتے کہ کن کن جرائم میں انہیں سزا ملی ہے تو وہ بتا دیتے۔

جناب فرید اللہ خان : یہ تو میں نے کہا ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے افراد کو سزائے قید ہوئی ان کی الگ الگ تفصیلات بتائیں۔ تو تفصیلات سے تو یہ بات ظاہر ہے کہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کون سے جرم میں سزا دی گئی؟

جناب چیئرمین : سزا کی تفصیلات ہیں۔ جس جرم کی سزا ملی ہے وہ اس میں نہیں ہے۔

جناب شاد محمد خان : اس جرم کی نوعیت کیا تھی؟

جناب چیئرمین : یہی تو سوال ہے۔ اسے کہتے ہیں begging the question اس کے لئے دوبارہ آپ فریش نوٹس دیں۔ اگلا سوال جناب حاجی ملک فرید اللہ خان صاحب!

'TIGA' FUND

114. ***Malik Faridullah Khan :** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state :

(a) whether it is a fact, that the amount realised as fine from South Waziristan Agency is deposited in the 'Tiga' fund;

(b) the legal position of 'Tiga' fund and the total value of amount deposited in the 'Tiga' fund from 1st January, 1980 to 31st December, 1985 ;

(c) whether any written orders exist regarding 'Tiga' fund; and

(d) the procedure adopted for utilization of the amount of the 'Tiga' fund indicating the place and purpose of its utilization ?

Syed Qasim Shah (Answered by Mr. Iqbal Ahmad Khan): (a) No such fund exists at present in South Waziristan.

(b) Since the fund in question does not exist, therefore, the questions/queries at (b), (c) and (d) do not arise.

ملک فریداللہ خان : ضمنی سوال۔ کیا وزیر انصاف صاحب یہ فرمائیں گے کہ تیگہ فنڈ کو یہ لوگ بی اے فنڈ بھی کہتے ہیں تو کیا آپ کے پاس یہ تفصیل ہے کہ بی اے فنڈ میں............

جناب چیئرمین : ہم خود ہی confusion create کر رہے ہیں۔ یعنی تیگہ جو پشتو کا لفظ ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں اور benevolent fund کی سمجھ آپ کو بھی ہے مجھے بھی ہے۔

ملک فریداللہ خان : جناب وہاں دو نام چلتے ہیں۔ جب ان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ ان کو تیگہ بولتے ہیں جب انگریزی کا آجاتا ہے تو اس کو benevolent fund بولتے ہیں۔ میں نے تو یہی پوچھا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ کاغذات میں اس کو انہوں نے بی اے فنڈ کہا ہو اور تیگہ فنڈ کے لئے انہوں نے انکار ہی کر دیا ہے کہ سرے سے یہ فنڈ ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین : اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ تیگہ فنڈ لکھ دیں اور by any other name known such as benevolent fund تو پھر جواب پورا آجائے گا۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! میں اپنی ذاتی معلومات کے لئے پوچھوں گا کہ یہ تیگہ ہوتا کیا ہے؟

Mr. Chairman : 'Tiga' literally means a stone

اور وہ یہ ہے کہ دو فریقوں کے درمیان اگر جھگڑا ہے اور elders بیچ میں آجاتے ہیں تو درمیان میں ایک تیگہ رکھ لیتے ہیں کہ اب اس سے انحراف نہیں ہو گا سیز فائر ہو جاتا ہے۔ This is actually what is called 'Tiga'. اس میں اب اگر کوئی violate کرتا ہے تو it is quite possible کہ اس میں penalty realize ہوتی ہے۔ اس کا اگر کوئی آفیشل مصرف نہیں ہے تو It is also possible that it may be taken into some sort of a benevolent fund meant for the benefit of the tribes. لیکن جب تک یہ واضح نہیں ہوتا اس وقت تک یہ سمجھ میں نہیں آتا۔

قاضی حسین احمد : سیز فائر کا معنی تیگہ ہے۔

جناب چیئرمین : انہوں نے تیگہ پوچھا کہ تیگہ ہوتا کیا ہے تو Tiga literally means a stone.

جناب اقبال احمد خان : اس کی تفصیلات تو ہیں۔

جناب چیئرمین : اگر تفصیلات ہیں تو بتا دیجئے۔

جناب اقبال احمد خان : چونکہ مجھے پتہ نہیں تھا میں سمجھا کہ شاید یہ دو مختلف چیزیں ہوں۔ اس بارے میں جناب میں عرض کر دیتا ہوں۔

The political agent used to impose tax on some commodities that come into the agency from outside. The money so realised was placed in an irregular fund known as 'Tiga'. In the same manner, sale proceeds of the auctions of confiscated goods made under executive orders of the political officers, also went to the same fund. The money, so collected, was used for different purposes, such as, running of private schools like Zam Tang Public School and Musa Mikka Wana Public School, where the children of the local tribesmen were admitted. Some scholarships were also given to the children of needy tribesmen. However, the fund is no longer in existence, Sir.

ملک فرید اللہ خان : جب وزیر صاحب نے ارشاد فرمادیا ہے تو میں ایک ضمنی سوال اٹھا دوں۔ کیا وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ جو انہوں نے تفصیلات بتائی ہیں کہ یہ ایک ایسا فنڈ ہے جو پولیٹیکل ایجنٹ نے کھولا ہوا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک جرمانے کی رقم جس کو ہم قانونی اطلاح میں treasury money کہتے ہیں اس کو پولیٹیکل ایجنٹ benevolent فنڈ یا تیگہ فنڈ میں داخل کر سکتا ہے؟

جناب اقبال احمد خان : جناب میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ یہ فنڈ exist ہی نہیں کرتا۔

ملک فرید اللہ خان : آپ نے تفصیلات دے دی ہیں۔

جناب اقبال احمد خان : ماضی کی بات میں نے کی ہے کہ یہ مصرف میں آیا کرتا تھا۔ جیسے مجھے حکم ہوا میں نے واضح طور پر عرض کیا ہے کہ یہ فنڈ اب exist نہیں کرتا۔

ملک فرید اللہ خان : بی اے فنڈ تو ہے۔

جناب اقبال احمد خان : جو سوال آپ نے کیا ہے اس کے متعلق میں نے عرض کر دیا ہے۔

ملک فرید اللہ خان : وہی فنڈ ہے جس سے اب بھی سکول چل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: benevolent فنڈ کے متعلق آپ علیحدہ سوال پوچھ لیں تو اس میں آجائے گا۔ اگلا سوال جناب منیر آفریدی صاحب!

RE-EMPLOYMENT BEYOND THE AGE OF SUPERANNUATION

115. ***Mr. M. Munir Afridi** (Put by Mr. Ahmed Mian Soomro): Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the policy of the Government is not to grant extension to civil servants after they have attained the age of superannuation ; and

(b) If so, the number and names of officers under the Extablishment Division who have been granted extensions beyond the age of superannuation since the 23rd March, 1985 ?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) Yes but re-employment beyond the age of superannuation is allowed in rare cases in public interest.

(b) Since 23rd March, 1985, 28 officers under the Establishment Division have been re-employed beyond the age of superannuation. Their names are annexed.

Annexure

NAMES OF OFFICERS UNDER THE ESTABLISHMENT DIVISION WHO ARE RE-EMPLOYED BEYOND THE AGE OF SUPERANNUATION

1. Mr. V. A. Jafarey,
   Secretary General,
   Planning and Development Division
   (now posted as Deputy Chairman
   Planning Commission).

2. Mr. M. A. Haq,
   Secretary,
   National Assembly Secretariat.

3. Mr. Abdul Qayyum,
Chairman,
Prime Minister's Inspection Commission.

4. Mr. H. U. Beg,
Secretary,
Finance Division.

5. Mr. Masrur Hasan Khan,
Chairman,
PIDC.

6. Mr. Mohammad Akram Khan,
Additional Secretary,
Ministry of Water and Power.

7. Col. M. A. Hasan,
Additional Secretary/Member,
Wafaqi Mohtasib (Ombudsman)'s Secretariat.

8. Malik Mohammad Umar,
Secretary,
Food Department,
Government of Baluchistan,
Quetta.

9. Mr. Ihsanul Haq,
Joint Secretary,
Finance Division/Economic Minister,
Embassy of Pakistan,
Washington.

10. Mr. Mohammad Ayub,
Joint Secretary,
Planning and Development Division.

11. Mr. S. M. Aslam,
Deputy Director,
Secretariat Training Institute,
Rawalpindi.

12. Mr. K. M. Farooq Mohsin,
Deputy Secretary,
Finance Division.

13. Mr. M. A. Haq,
Deputy Secretary,
Finance Division.

14. Mr. Mohammad Sami,
Deputy Secretary,
Food and Agriculture Division.

15. Mr. S. H. Tirmizy,
Deputy Secretary,
Industries Division.

16. Mr. M. Rafiquddin,
Deputy Secretary,
O&M Division.

17. Mr. M. Wasiuddin,
Deputy Secretary,
Finance Division.

18. Mr. Anwar A. Khan,
Deputy Secretary,
Planning & Development Division.

19. Mr. A. H. Qureshi,
Deputy Secretary,
Finance Division.

20. Mr. M. A. Hadi,
Director (Admn),
Korangi Fisheries Harbour Authority,
Karachi.

21. Sheikh Ashraf Ali,
Deputy Secretary,
States & Frontier Regions Division.

22. Mr. G.M.D. Malik,
Section Officer.

23. Mr. Qasim Hussain,
Section Officer.

24. Mr. G. R. Malik,
Section Officer,

25. Mr. Abdul Sattar Akhtar,
Section Officer.

26. Mr. Farooq Ahmad Khan,
Section Officer.

27. Mirza Shakir Beg,
Section Officer.

28. Mr. Ghulam Mustafa,
Section Officer.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔ احسان الحق پراچہ صاحب۔

جناب احسان الحق پراچہ : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ جن ملازمین کے نام درج ہیں اور جن کو مفاد عامہ کے پیش نظر ملازمت میں توسیع دی گئی ہے ان کی ضرورت تھی اور کس کس محکمے میں ان کو مفاد عامہ کے پیش نظر رکھا گیا ہے؟

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب!

جناب سرتاج عزیز : re-employment کا جو قاعدہ ہے وہ سول سرونٹس ایکٹ ۱۹۷۳ء کے تحت ہے جس میں یہ قانون بنایا گیا ہے کہ عام حالات میں ساٹھ سال کے بعد کوئی ملازم اپنی ملازمت جاری نہیں رکھ سکے گا۔ **لیکن اگر عوامی مفاد میں ہو تو وہ اتھارٹی جو** appointing authority سے ایک درجہ اوپر ہے اس کی منظوری لینے کے بعد اسے رکھا جا سکتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے تحت ان ۲۸ آفسران کو توسیع دی گئی ہے۔ ان میں سے پانچ گریڈ بائیس کے ہیں دو گریڈ اکیس کے تین گریڈ بیس کے گیارہ گریڈ انیس کے اور سات گریڈ اٹھارہ کے۔ ان میں سے جن جن افراد کو توسیع دی گئی ہے زیادہ تر ان کے لئے عموماً تین قسم کی وجوہات

ہیں کہ فوری طور پر انکا کوئی متبادل مہیا نہ ہو یا متبادل تلاش کرنے کیلئے وقت درکار ہو اور اس کے لگانے سے ترقی کے جو مواقع ہیں وہ بند نہ ہوتے ہوں۔ ان تینوں شرائط کو سامنے رکھ کر یہ توسیعات دی گئی ہیں اور میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جو افسران مجموعی طور پر ریٹائر ہوئے ہیں یہ توسیعات انکا بہت تھوڑا تناسب ہے۔ زیادہ تر لوگوں کو ساٹھ سال کی عمر میں ریٹائر کر دیا گیا ہے۔ یہ صرف بہت خاص کیسوں میں پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر کی منظوری سے یہ توسیعات دی گئی ہیں۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب والا! یہ وزیر صاحب نے پالیسی بتائی ہے کہ اس پالیسی کے تحت توسیع ملتی ہے۔ میں انفرادی کیسوں کے لئے عرض کر رہا ہوں کہ بتائیں کہ ان کے لئے ان کو کوئی متبادل نہیں مل سکا؟

جناب سرتاج عزیز: آپ کسی ایک کے بارے میں پوچھیں تو بتا دوں۔ زیادہ تر جو ہے، چند محکموں میں متعلقہ افسران کے تجربے کو استعمال کرنے کی ضرورت تھی۔ ڈپٹی سیکرٹری کی جو زیادہ تر توسیع ہوئی تو اس گریڈ میں مجموعی طور پر افسروں کی بہت کمی ہے اس لئے موجود افسروں کو توسیع دی گئی۔ ایک کیس میں [illegible] ڈویلپمنٹ میں ایسا تھا کہ وہ بعض قوانین کو مرتب کرنے میں مشغول تھے جو ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچے تھے اور بعض کیسوں میں ان کا جو خصوصی علم تھا وہ ایسا تھا جس کو فوری طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تو یہ اٹھائیس افسران پانچ کیٹیگریز میں آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال جناب جبار صاحب! نمبر ۶۷۔

NUMBER OF FEDERAL GOVT. EMPLOYEES

*67. ***Mr. Javed Jabbar :** Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state the total number of employees on the rolls of the Federal Government or the Central Government, as the case may be, for the years 1950, 1960, 1970, 1980 and 1985 grade-wise or according to any other easy classification in vogue at the relevant time ?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): The requisite information for the year 1985 is under collection and will be furnished when compiled. As regards the other years 1950, 1960, 1970 and 1980, only partial information is available on the basis of O&M

Deferred from 5th February, 1985.

Division's triennial census which was introduced in 1963 with a very restricted coverage. The relevant data brought out in the triennial census for the years 1970 and 1980 is annexed.

Annexure I

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES ON THE ROLL OF CENTRAL/FEDERAL GOVERNMENT IN THE YEAR 1970

Class	@ Number of employees
Class I	3,533
Class II (Gazetted)	3,642
Sub Total 'A'	7,175
Class II (Non Gazetted)	4,455
Class III	77,443
Class IV	27,544
Sub Total 'B'	1,09,442
Grand Total A + B	1,16,617*

*Deferred from 5th February, 1985.

*Note** 1.— It also includes the Central civil employees posted in East Pakistan.

Note @ 2.— The following categories of employees were however excluded from the scope of the Federal Government civil servants censuses :

(a) Civilians paid out of defence estimates.

(b) Rangers.

(c) employees of DIB.

20

(d) employees working in or on assignment to international organisations abroad.

(e) employees paid from contingencies.

(f) employees engaged on work-charged basis.

(g) employees covered by the factories act but employed by the Federal Government.

(h) those employees of Pakistan railways who did not fall within the purview of 'civil servants'; and

(i) local staff engaged in Pakistan missions abroad.

Annexure II

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES ON THE ROLL OF CENTRAL/FEDERAL GOVERNMENT IN THE YEAR 1980

Grade	Number of employees
1.	22810
2.	8580
3.	3990
4.	8165
5.	14590
6.	1324
7.	25126
8.	7037
9.	844
10.	2444
11.	11394
12.	713
13.	1201
14.	1448
15.	196
Sub Total 'A'	1,09,862

16.	4548
17.	3261
18.	1906
19.	897
20.	512
21.	85
22.	56
others	26
Sub Total 'B'	11,291
Grand Total A + B	1,21,153

Annexure III

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES ON THE ROLL OF FEDERAL GOVERNMENT ON 30-9-1984.

B.P.S.	Number of employees
1	2
1.	1,32,931
2.	35,929
3.	30,179
4.	31,852
5.	48,571
6.	22,069
7.	55,853
8.	11,669
9.	6,762
10.	3,024
11.	26,828
12.	8,311
13.	3,360
14.	4,958
15.	4,806
Sub Total 'A'	4,27,102

1	2
16.	9,714
17.	7,394
18.	3,532
19.	1,405
20.	670
21.	128
22.	59
Sub Total 'B'	22,902
Grand Total (A & B)	4,50,004

قاضی حسین احمد : ضمنی سوال جناب۔ یہ ۱۹۸۰ء میں ٹوٹل نمبر جو ہیں وہ ایک لاکھ اکیس ہزار ایک سو ترپن ہیں۔ ۱۹۷۰ء یہ ہے ایک لاکھ چھ سو سترہ یعنی کوئی پانچ ہزار کا اضافہ ہے۔ لیکن پھر ۱۹۸۴ء میں ہے چار لاکھ پچاس ہزار یعنی تین گنا سے بھی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اس کی کوئی وجہ بتا سکتے ہیں کہ یہ جو اتنا بڑا جمپ ہے یہ کیسے آگیا ہے۔

جناب سرتاج عزیز : جیسا کہ آپ صفحہ ۸ پر جو فٹ نوٹ ہے اس میں دیکھیں گے کہ ۱۹۸۳ء سے پہلے کا جو census تھا اس میں بہت سی کیٹگریز شامل نہیں تھیں۔

Particularly, Civilians paid out of Defence estimates, Rangers, employees of DIB, employees working in or on assignment to international organisations abroad, employees paid from contingencies, اسکے بعد ۱۹۸۴ء میں سنسز کیا گیا وہ زیادہ comprehensive اور جامع تھا اسلئے یہ دونوں فگرز جو ہیں یہ comparable نہیں ہیں۔ اور اگر انہی کیٹگریز کو لایا جائے۔ جو کہ ۱۹۸۳ء والے فگرز میں شامل ہیں تو اس کا اضافہ زیادہ سے زیادہ ۱۰ یا ۱۵ فیصدی ہو گا۔ یہ جو زیادہ نمبر ساڑھے چار لاکھ کا آ رہا ہے یہ اس لئے ہے کہ اس میں بہت سی نئی کیٹیگریز شامل ہو گئی ہیں کیوں کہ یہ سنسز کا بالکل نیا فارمیٹ ہے جو ۱۹۸۴ میں انٹروڈیوس کیا گیا تھا۔

قاضی حسین احمد : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ اگر اسی پرانے فارمیٹ کو لیا جائے تو اس کے مطابق کتنا اضافہ ہو گا۔ یعنی یہ صحیح فگر بتا سکیں گے۔

جناب سرتاج عزیز: exact figure اسی basis پر تو collect نہیں کیئے گئے لیکن جس طرح آپ دیکھیں گے کہ پچھلے سالوں میں ہر سال جتنا اضافہ ہوا ہے اس سے کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں ہوا۔ یہ جو ہر سال میں اضافہ ہوتا ہے یہ بعض ایسے محکمے ہوتے ہیں جس طرح ڈاک خانہ جات ہو گئے یا تعلیم کے محکمے ہو گئے جن میں ترقیاتی پروگرام کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تعداد بڑھتی ہے یا اور ملازمین کی تعداد بڑھتی ہے تو ہر سال اس کے تناسب سے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا کوئی غیر معمولی اضافہ ۱۹۸۳ء اور ۱۹۸۴ء کے درمیان نہیں ہوا۔

قاضی حسین احمد: اگر فریش نوٹس دے دیں تو وہی آپ بتا دیں گے کہ فلاں فارمیٹ پر آپ کتنے............

جناب سرتاج عزیز: جی ہاں ضرور کوشش کریں گے۔

Mr. Chairman : This brings us to the end of the questions listed for the day.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جناب اکرم سلطان صاحب، عمرہ کرنے سعودی عرب تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے انہوں نے ۱۳ فروری تا ۴ مارچ رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد رضا خان صاحب ایک عزیز کی وفات کی بنا پر گاؤں تشریف لے گئے ہیں اور اس لئے انہوں نے ۱۲ اور ۱۳ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب ایک ضروری کام کی بنا پر کوئٹہ تشریف لے گئے ہیں اس لئے انہوں نے ۱۳ تا ۱۵ فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب ایس ایم فضل آغا صاحب نے ایک ضروری گھریلو کام کی بنا پر ایوان سے ۱۶ تا بیس فروری رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : مولانا کوثر نیازی صاحب ایک ضروری کام سے اسلام آباد سے باہر ہوں گے اس لئے ۱۳ تا ۱۷ فروری ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب یوسف رضا گیلانی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ہاؤس سے ۱۳ تا ۱۷ فروری غیر حاضر رہیں گے اور ان کی غیر حاضری میں تسنیم نواز گردیزی صاحب ان کے کام کی دیکھ بھال کریں گے تو یہ اطلاعاً عرض ہے۔

ابھی ابھی ایک تحریک استحقاق ملی ہے جو مولانا سمیع الحق صاحب اور قاضی عبداللطیف کے نام پر ہے۔ تو ان حضرات میں سے کوئی ایک پیش کر دیں۔

PRIVILEGE MOTION
RE: PROCESSION AGAINST SHARIAH LAWS

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا اجلاس ملتوی کر کے ہمارے استحقاق کا حسب ذیل مسئلہ زیر غور لایا جائے۔ اے پی پی اور دیگر ذرائع سے خبر آئی ہے کہ لاہور میں تقریباً ۱۵۰ خواتین نے شرعی قوانین کے نفاذ اور شرعی عدالتوں کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا۔ ان کے ساتھ بعض سیاسی جماعتوں کے بعض مرد اور خواتین ورکرز بھی تھے۔ یہ لوگ شرعی قوانین کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ اور وہ نویں ترمیمی بل کے خلاف بھی احتجاج کرتی رہیں اور شرعی قوانین کو کالے قوانین قرار دے کر کالے قوانین منسوخ کرنے کے بینر اٹھائے ہوئے تھیں۔ بعض خواتین نے علماء اور ارکان پارلیمنٹ کے خلاف بھی نعرے لگائے۔

جناب چیئرمین : اس ایوان کی بنیاد شرعی نظام کے نفاذ کے وعدہ پر ہے اس ملک کا نظریہ اسلام ہے اور قرآن و سنت کی بالادستی کا نویں ترمیمی بل حکومت نے پوری سینٹ کے اتفاق

سے پیش کیا ہے۔ اب مٹھی بھر خواتین نے نہ صرف پورے ملک کے مسلمانوں بلکہ ملک کی ان ۹۸ فیصد خواتین کی بھی توہین کی ہے جو قرآن و سنت سے والہانہ عقیدت رکھتی ہیں اس واقعہ سے نہ صرف ہمارا بلکہ پوری پارلیمینٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لئے اس مسئلے کو زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ مسئلہ اتنا واضح اور ظاہر ہے کہ الحمد اللہ ملک کی اکثریت اسلام سے والہانہ تعلق رکھتی ہے اور اسی لاہور میں ملک کی خواتین کی اکثریت نے ہمیشہ اسلام کے لئے بے پناہ قربانیوں کا اظہار کیا ہے تحریک پاکستان میں اور پھر اس کے بعد ۱۹۷۷ء کی تحریک میں یہ مال روڈ کی سڑکیں ان شریف اور دین دار خواتین کے احتجاج سے ہر وقت بھری رہتی تھیں اور بڑی بڑی تکلیفیں ان خواتین نے اٹھائیں اور اس وقت کے شرمناک حالات میں سے یہ بھی تھا کہ نتھ فورس نے ان کو مارا پیٹا لیکن انہوں نے اسلام کے لئے قربانیوں سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ اس وقت بھی الحمد اللہ ملک کی ۹۸ فیصد خواتین مسلمانوں کی طرح اسلام اور قرآن و سنت کی بالا دستی چاہتی ہیں اور انہیں انتظار ہے کہ وہ دن کب آئے گا کہ اسلامی نظام نافذ ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے جو حقوق دیئے ہیں تمام طبقات کو اور خواتین کو بھی جو بلند ترین مقام دیا گیا ہے وہ حقوق ان کو کب ملیں گے۔ اس وقت الحمد اللہ حکومت اس سمت میں پیش رفت کر رہی ہے ارادے کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے نواں ترمیمی بل اسمبلی میں آیا ہے۔ اس میں خواتین کے خلاف کوئی بھی بات نہیں ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ شریعت کورٹ ملک کے تمام طبقات کو قرآن و سنت کے مطابق عدل و انصاف اور حقوق فراہم کر سکتی ہے اور کسی مسئلہ کے بارے میں شریعت کورٹ میں جا کر کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ مسئلہ قرآن و سنت کے مطابق نہیں۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ قرآن و سنت کی بالا دستی ہو۔

کچھ شرپسند عناصر نے اس مسئلے کو ہوا بنا کر اور اس راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کی کچھ سیاسی عناصر بھی ان کی پشت پر ہیں اور چند مغرب زدہ خواتین جو ہمیشہ حقوق کے نام پر سارا اسلامی اور سماجی معاشرہ درہم برہم کرنا چاہتی ہیں انہوں نے پھر یہ شوشہ چھوڑ کر ملک میں انتشار اور پریشانی کی فضا پیدا کی اور پھر انہوں نے ظلم یہ کیا کہ شرعی قوانین مردہ باد کے نعرے لگائے۔ کسی خاص قانون کے بارے میں نہیں کہا۔ اسلامی نظام کو کالے قوانین قرار دیا۔ آج "جنگ" اور "نوائے وقت" اور سب اخبارات میں جو تصاویر آئی ہیں ان کے بینروں پر بھی صاف لکھا ہوا ہے کالے قوانین منسوخ کرو اب یہاں کون سے کالے قوانین مراد ہیں۔ انگریزی

قوانین کے لئے تو وہ ڈٹی ہوئی ہیں کہ یہ قائم رہیں اور اس کی جگہ جو قرآن و سنت کے آنے والے قوانین ہیں ان کو کالے قوانین قرار دے رہی ہیں۔ اگر اس مسئلہ پر ہماری اس معزز پارلیمنٹ نے آواز نہ اٹھائی تو میرے خیال میں اللہ تعالیٰ کے غضب کو ہم دعوت دیں گے اور اس معزز ایوان سے میری التجا ہے کہ یہ آپ کے توسط سے اس مسئلے پر اپنے جذبات کا اظہار کرے۔

ہمیں ہندوستان کے ان غیور مسلمان خواتین سے سبق لینا چاہئے۔ جہاں وہ اقلیت میں بستے ہیں اور وہاں ایک سپریم کورٹ کے جج نے کسی ایک مسئلے میں جو ایک مذہبی مسئلہ تھا قرآن و سنت کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ پورے ہندوستان میں مسلمان لاکھوں کی تعداد میں اٹھ کھڑے ہوئے اور مظاہرے کر رہے ہیں اور اس غیور خاتون شاہ بانو نے خود سپریم کورٹ میں جا کر کہا کہ میں قرآن و سنت کے خلاف تمہارا یہ فیصلہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اس لئے کیس واپس لیتی ہوں

میں صرف یہ گذارش کروں گا کہ اس مسئلے پر لازماً ہمارا استحقاق اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا کہ ہم اسلام کا تحفظ کریں اور اسلامی نظام کے لئے جدوجہد کریں۔ اس حکومت کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وزیر اعظم نے معاہدہ کیا ہے نویں ترمیمی بل کے بارے میں ،ان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے پالیمینٹ کا بھی ہوا ہے

قاضی عبداللطیف : جناب والا! میں مختصراً اتنی گذارش کروں گا کہ یہ ملک ایک نظریاتی ملک ہے اور موجودہ حکومت نے اس نظریے کے تحفظ کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے دستور کی ساری دفعات اسی چیز کی تائید کر رہی ہیں اور نواں ترمیمی بل جو پیش کیا جا رہا ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ اگر بعض چیزیں ،اگر بعض خامیاں رہ گئی ہیں تو انکو بھی اسکے ذریعے سے نکال دیا جائے۔ اب جبکہ نظریاتی ملک کے اندر یہ بھی قیود لگادی گئی ہیں کہ وہ سیاسی جماعتیں کام کر سکتی ہیں جو نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام پر یقین رکھتی ہوں اور یہ چیز اپنے منشور اور دستور کے اندر واضح کر دیتی ہوں ان کو تو کام کرنے دیا جائے گا ورنہ ان کو کام کرنے نہیں دیا جائے گا۔ یہ دلیل اور استرداد اس بات کی تھی کہ یہاں پر ان نظریات کا تحفظ کیا جائے گا۔ جن نظریات کی بنیاد پر یہ ملک قائم ہوا ہے۔ اب کھلم کھلا اس قسم کی نعرہ بازی ہو جو اسلام اور شرعی قوانین کے خلاف ہو تو یقینی بات ہے کہ یہ ملک دشمنی کی بنیاد پر قائم ہے اور یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جو اس ملک میں سیکولرازم رائج کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا میں گذارش کروں گا کہ اس سے

واقعتاً ملک کے استحکام کے اندر ایک بہت بڑا خلل پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا اس پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب! آپ نے نہ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس بات کو وضاحت کی ہے کہ استحقاق جو مجروح ہوا ہے وہ کونسا استحقاق ہے۔ ایک تو عام بات ہے کہ اسلام کے خلاف کسی نے بات کی ہے یا شریعت کے خلاف کسی نے بات کی ہے۔ اس پر عدالتوں میں بھی کارروائی کی جا سکتی ہے' اور بھی تدارک ہو سکتا ہے۔ یہاں پر جس مسئلے پر ہم بحث کرتے ہیں آیا جو کچھ کارروائی ہوئی ہے اور آپ خود فرماتے ہیں' سمیع الحق صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مٹھی بھر خواتین نے کچھ نعرے لگائے "کالے قوانین" کے وہ کونسے ہیں اب اس سے ہاؤس کا استحقاق کس طریقے سے مجروح ہوا ہے وہ قواعد اور قوانین آپ کے ہاتھ میں ہیں' اس روشنی میں آپ مجھے یہ بتائیں' پھر غالباً وزیر انصاف صاحب بھی اس کا جواب دے سکیں گے۔

قاضی عبداللطیف : اس سلسلے میں اتنی گذارش کروں گا کہ اس وقت ہمارے پیش نظر یا ہمارے زیر بحث نواں ترمیمی بل ہے جو حکومت نے پیش کیا ہے اور اس وقت جو احتجاج ہوا ہے وہ نویں ترمیمی بل کے خلاف ہی ہوا ہے۔ اور اخبار کے اندر اسی کا عنوان آیا ہے اور اسی کی سرخی جمائی گئی ہے۔

جناب چیئرمین : لیکن اس سے استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے جبکہ ہر ایک شہری کو یہ اختیار ہے کہ جو قوانین یہاں پر ڈسکس ہوتے ہیں اور جب تک وہ قوانین نہیں بنتے' اپنی رائے ظاہر کر سکتے ہیں خواہ حق میں خواہ اس کے خلاف ہے۔ تو میں صرف یہ استدعا کر رہا ہوں اگر آپ اس پر روشنی ڈالیں کہ اس سے ہاؤس کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے۔ عام بحث تو ہو سکتی ہے آپ ریزولیوشن لائیں' موشن لائیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے وہ آپ اگر مجھے سمجھائیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔

قاضی عبداللطیف : بحیثیت مسلمان ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسلام کے خلاف اگر نعرے لگائے جاتے ہیں اور اس ہاؤس کے اندر بھی وہی مسئلہ آ رہا ہے اور اس ہاؤس ہی کے خلاف نعرے لگائے گئے ہیں جب ہاؤس کے خلاف نعرے لگائے گئے ہیں تو میرا خیال ہے ہاؤس ہی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : کیا ہاؤس کے اندر کوئی نعرہ لگا؟ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ آپ لوگوں نے جو آئین revive کیا اس کی چند دفعات کے متعلق میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ یہ ہے آرٹیکل ۲۰

'Subject to law, public order and morality:—

(a) every citizen shall have the right to profess, practise and propagate his religion; and

(b) every religious denomination and every sect thereof shall have the right to establish, maintain and manage its religious institutions'.

This is one and the second is Freedom of Expression. Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression and there shall be freedom of the press subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam or the integrity or security or defence of Pakistan?.

یعنی جہاں تک تقاریر کا تعلق ہے demonstration کا تعلق ہے اس میں بھی صاف پرویژن ہے۔ جب تک قوانین ایسے نہیں ہیں جن میں کوئی قدغن یا پابندی لگائی گئی ہو تو لوگوں کو اختیار ہے۔ تو یہ تو آئین کی پوزیشن ہے جب تک اس کی خلاف ورزی نہیں ہوتی میرے خیال میں آپ ہاؤس کو بتائیں یا مجھے سمجھائیں کہ استحقاق کس طریقے پر مجروح ہوتا ہے۔

دوسری بات جو آپ مجھ سے بہت بہتر جانتے ہیں۔ لا اکراہ فی الدین اب اس اسٹیج پر بھی جب قانون کوئی بنا نہیں ہے آپ کسی کو یہ اجازت نہ دیں۔ کہ وہ اپنا point of view پیش کرے۔ جو میرے خیال میں لا اکراہ فی الدین کی اصل فلاسفی ہے تو پھر مشکل ہو جائے گا۔ تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ استحقاق کی جو موشن ہم move کرتے ہیں تو میری استدعا آپ حضرات سے نہیں بلکہ سب سے ہے پورے ہاؤس سے ہے کہ وہ اگر متعین کریں کہ یہ ہاؤس کا استحقاق تھا' اور اس طریقے سے یہ مجروح ہوا ہے تو سب کو اس کے سمجھنے میں آسانی ہوگی' جناب سمیع الحق صاحب!

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین ! یہ ایک انتہائی واضح مسئلہ ہے۔ اگر آپ مجھے کچھ گذارش کرنے دیں۔ سینٹ اور قومی اسمبلی کا اس وقت جو بنیادی کام ہے اور جو مشن ہے اور جو جدوجہد ہے وہ اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہے اور اس کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔ یہی مسئلہ استحقاق کا اسی بنیاد پر قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا' صدر صاحب نے کہا کہ

اسمبلیاں حق ادا نہیں کر رہی ہیں اور ان لوگوں کا اصرار تھا کہ ہم اپنے فرائض کا حق ادا کر رہے ہیں۔ چنانچہ کہا گیا کہ استحقاق مجروح ہوا ہے۔ یہ بھی اسلامائزیشن کا مسئلہ ہے' سارا مسئلہ ایک ہے۔ اب سینٹ اسلامائزیشن کے سلسلے میں جدوجہد کر رہی ہے اور ایک بل لائی ہے اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ اس کے بارے میں ایک گروپ اٹھتا ہے اور لوگوں کو ورغلاتا ہے تو گویا یہ پارلیمنٹ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا ہے۔ اگر میں یہاں سے اٹھتا ہوں اور کوئی شخص مجھے یہاں روکتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور ساری پارلیمنٹ عملاً جس کام کیلئے جدوجہد کر رہی ہے اور اس سارے کام کو ایک طبقہ تہس نہس کرنا چاہتا ہے تو اس سے استحقاق مجروح نہیں ہو گا تو پھر کس سے ہو گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ لا اکراہ فی الدین تو اسلام میں جبری کسی کو مسلمان نہیں کیا جاسکتا لیکن یہ اجازت بھی قطعاً نہیں ہے کہ کوئی دین کو' دینی اقدار کو قرآن و سنت کو' شرعی قوانین کو گالیاں دے اور اس کی توہین کرے۔ اس کے بارے میں اکراہ ہے۔ ایک نظریاتی ملک میں کوئی شخص اس نظریے کے خلاف بات کرے تو آپ اس کو جیل بھیجتے ہیں' وہاں تو لا اکراہ فی الدین نہیں ہوتا۔ جیل سیاسی قیدیوں سے بھر جاتی ہے اور یہاں دین کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو ہم اس کو کھلا چھوڑیں گے۔ نہیں' ہم ان کو روکیں گے۔ ہاں ہم ان کو مجبور نہیں کر سکتے دین پر' لیکن اگر کوئی ہمارے نظام اور نظریے کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے تو ہم ان کو منع کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں اپنا فرض سمجھتا تھا کہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں۔ جیسے ایڈجرنمنٹ موشن کے لئے چند شرائط ہیں۔ اسی طرح استحقاق کے لئے چند شرائط ہیں جو کئی دفعہ میں نے اس ایوان میں عرض کی ہیں۔ اگر اس کی نشاندہی ہو جاتی ہے تو معاملہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔ بہرحال وزیر انصاف صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

جناب اقبال احمد خان جناب چیئرمین! میں نے جو آئینی گذارشات پیش کرنی تھیں وہ آپ نے پیش فرما دی ہیں۔ میں اس میں صرف یہ اضافہ کروں گا کہ ہمارے rules کے اندر بھی پروژن موجود ہے کہ جب ہم کوئی قانون بناتے ہیں تو رائے عامہ کے لئے بھی مشتہر کر سکتے ہیں اور اس کا مقصد بھی یہ ہوتا ہے کہ قانون بنانے سے پہلے ہم عوام کی رائے لے سکیں۔ اس لئے جہاں اگر کوئی قانون زیر تدوین ہو تو اس پر عوام کی طرف سے کوئی اپنی رائے کا اظہار کیا جائے۔

تو ان کو اس بات کا حق ہے۔ یہ فیصلہ اب اس معزز ایوان نے کرنا ہے کہ finally وہ قانون کو کس شکل میں پاس کرتے ہیں۔ ابھی اس ایوان سے نویں ترمیمی بل کی منظوری نہیں ہوئی تو قبل از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی آخری شکل کیا بنے گی۔ ہو سکتا ہے اس ایوان کے اندر بھی کچھ دوست اس سے اتفاق نہ فرماتے ہوں۔ اگر اس ایوان کے اندر بھی یہ صورت ہو سکتی ہے تو باہر سے بھی کسی کو یہ بات کہنے کا حق ہے

جہاں تک آئین کا تعلق ہے ہر آدمی کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اظہار رائے کرے۔ جہاں تک انہوں نے اس پر particular واقعہ کا ذکر کیا ہے، اخبار کا تراشا تو اس وقت میرے پاس نہیں ہے جس کی بنا پر انہوں نے ایڈ جرنمنٹ موشن دی ہے۔ میں نے ایک نیوز آئیم خود پڑھی ہے۔ انہوں نے جیسے فرمایا کہ کالے قوانین منسوخ کرو۔ ہو سکتا ہے وہ کالے قوانین سابقہ قوانین کو کہتے ہوں۔ انہوں نے واضح طور پر تو نہیں کہا۔ پھر اسی اخبار کے اندر ہی سے یہ خبر آئی ہے آیا وہ درست ہے یا غلط ہے میں یہ عرض نہیں کر سکتا لیکن اس کے اندر یہ ہے کہ اسی جلوس میں شامل ہونے والی خواتین نے یہ کہا ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اور ہم ملک کے اندر اسلامی شریعت نافذ کرنے کی حامی ہیں بلکہ یہاں تک بھی اخبار میں خبر چھپی ہے کہ اگر اسلام چار شادیوں کی اجازت دیتا ہے تو ہم اس کی مخالفت بھی نہیں کرتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس واقعہ کا ذکر انہوں نے فرمایا ہے اس کے اندر مختلف الخیال خواتین تھیں۔ ایک کی رائے کچھ تھی تو دوسری کی رائے کچھ تھی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس مظاہرے کی وجہ سے اس ایوان کا استحقاق کسی طرح مجروح نہیں ہوا۔

دوسری بات جیسے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ابھی چند دنوں میں نواں ترمیمی بل یہاں آئے گا۔ اس پر بھی یہ اظہار خیال فرمائیں گے۔ اس لئے ہر ایک کو اپنی رائے رکھنے کا حق ہے۔ ہم کسی کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں اور اس ایوان کے اراکین کو کوئی مجبور بھی نہیں کر سکتا۔ چند خواتین کے جلوس کی وجہ سے ان کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہو سکتی۔ پرو یلج موشن کے سلسلے میں ۵۹ میں جو شرائط دی گئی ہیں اس میں ان کی تحریک کوئی شرط بھی پوری نہیں کرتی۔ اس لئے میری ناقص رائے میں یہ inadmissible ہے۔ اس کو رولڈ آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔

مولانا سمیع الحق : جناب چیئرمین صاحب! میں صرف اتنی گذارش کروں گا کہ میں نے مسئلہ یہ اٹھایا ہے کہ ان عورتوں نے شرعی قوانین کے نفاذ کے خلاف اور شرعی عدالتوں کے خلاف نعرے لگائے اور مظاہرہ کیا۔ کسی خاص بل کا انہوں نے ذکر نہیں کیا۔ اب میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس ملک میں کوئی شریعت کے خلاف اگر نعرے لگاتا ہے' جدوجہد کرتا ہے تو اس کے روکنے میں یا اس کی مذمت کرنے میں ہمارا کوئی کردار ہو گا یا نہیں ہو گا۔ یا ہم ان کو کھلی چھٹی دے دیں گے۔

جناب چیئرمین : میرے سامنے جو واقعات آئے ہیں' جو facts آئے ہیں وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک بات آپ یہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے یا جو کچھ کہا ہے وہ شریعت کے خلاف کہا ہے یہاں پر وزیر انصاف صاحب فرماتے ہیں انہوں نے جو اخبارات میں دیکھا ہے وہی عورتیں جو مظاہرہ کر رہی تھیں کہہ رہی تھیں کہ ہم مسلمان ہیں شریعت کو مانتی ہیں' اور جو کچھ شریعت کے احکام ہیں ان کو بھی ماننے کے لئے تیار ہیں تو ایسی بھی خواتین تھیں تو کس کو believe کیا جائے اور کس کو نہ believe کیا جائے۔

مولانا سمیع الحق : یہاں دونوں اخبارات موجود ہیں "نوائے وقت" اور "جنگ"۔ وہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ اب اگر وہ انگریزی اخبار کا حوالہ دیتے ہیں' ان کی وکالت کرتے ہیں تو میں کہوں گا کہ شاید دال میں کچھ کالا کالا ہے۔ کیونکہ لاہور سے تعلق ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں' میرے خیال میں دال کالی بھی ہوتی ہے۔ رول ۵۹ کے تحت یہ استحقاق نہیں بنتا۔ مجھے آپ سے ہمدردی ہے' مجھے افسوس ہے۔ ہم سب کی کوشش یہی ہے کہ اس ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہوں' لیکن اس کے ساتھ ایک معقول حد تک اظہار رائے کا حق ہر ایک کو ہونا چاہئے اور ملنا چاہئے۔ اس کے بغیر ہم صحیح نتیجے پر نہیں پہنچیں گے کہ کیا قانون یا قوانین ہمیں بنانے چاہئیں یا نہیں بنانے چاہئیں۔ شکریہ'

مولانا سمیع الحق : ہمیں آہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم تو عنداللہ اپنے آپ کو اس طرح سبکدوش کرا لیتے ہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض تھا۔ ان سڑکوں پر جو نعرے لگائے گئے کم از کم سارا ایوان اس کی مذمت کر دیتا اور اپنے جذبات ظاہر کر دیتا۔ فنی ضابطوں کا سہارا نہ لیا جاتا۔

جناب چیئرمین : نہیں؛ آپ نے اچھا کیا کہ سینٹ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی

لیکن اس کے beyond اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

قاضی عبداللطیف : بہر حال مجھے وزیر انصاف کے اس بیان پر افسوس ضرور ہے کہ ہم کسی کو اسلام کے لئے مجبور نہیں کر سکتے۔ اگر نہیں کر سکتے تو پھر یہ پابندی کیوں لگائی گئی ہے کہ وہ سیاسی جماعتیں کام کر سکیں گی جو نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام پر اعتقاد رکھیں گی۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب! وہ قانون کے تحت ہو رہا ہے، آئین کے تحت ہو رہا ہے۔ اب اس پر رولنگ آ چکی ہے اور اس پر اور بحث نہیں کی جا سکتی۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب اقبال احمد خان : مسٹر چیئرمین، پرسنل ایکسپلینیشن، جیسے ارشاد فرمایا گیا میں نے بالکل یہ نہیں کہا ہر کسی کو رائے رکھنے کا حق ہے۔ ہم کسی کی رائے کو کیسے تبدیل کریں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

P.O. *RE*: KILLING MOTIONS IN THE CHAMBER

جناب احمد میاں سومرو : میں پوائنٹ آف آرڈر اور پوائنٹ آف پرو یلج پر اٹھتا ہوں میں نے ایک ایڈ جرنمنٹ موشن بھیجا تھا کہ چیف منسٹر نے دس ملین روپے اکٹھے کئے ہیں کل کی پرائم منسٹر والی میٹنگ کے لئے۔ اور یہ بہت اہم معاملہ ہے کیونکہ پرائم منسٹر ہمارا بھی ہے۔ ہم نے اس کو یک رائے ووٹ دیا ہے پرائم منسٹر رشوت بند کرنا چاہتا ہے۔ کل بنوں کی میٹنگ میں بھی اس نے کہا کہ میں ایگزیکٹو کو allow نہیں کروں گا کہ وہ اسے use کرے۔ آپ نے اتنا موقع بھی نہیں دیا۔ میں کم از کم اسے ادھر پڑھتا جیسے سب کرتے ہیں، چیمبر میں آپ نے reject کر کے مجھے بھیج دیا ہے۔ یہ تو میرے خیال میں میرے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں وہ آپ چیمبر میں پوچھ لیتے کہ کیوں ریجیکٹ کیا ہے۔

جناب احمد میاں سومرو : سر آپ نے اے ایف لکھا ہے اور اے ایف میں جناب کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

'It shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government...'

چیف منسٹر کے actions بھی گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے۔ جو ہمارے پرائم منسٹر کے لئے میٹنگ.......

Mr. Chairman : I am really surprised that a man of your standing and your experience should be interpreting "Government" in this manner. Please look at the definition of "Government" in these very rules. It is the Federal Government.

Mr. Ahmed Mian Soomro : Sir, it is for the Prime Minister.

Mr. Chairman : Whether it is for the Prime Minister or for somebody else, the act is that of a Provincial Chief Minister who is outside the jurisdiction of the Federal Government, atleast of the Senate.

Mr. Ahmed Mian Soomro : But, Sir, I have the right to move it like anybody else.

Mr. Chairman : Then there are other things coming up exactly on this very issue...

Mr. Ahmed Mian Soomro : The issue which have been allowed to be moved but I have not been allowed to move;

Mr. Chairman: It related only to a provincial matter which could by no....

جناب احمد میاں سومرو : ایک میٹنگ کے لئے ایک کروڑ روپے اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

Mr. Chairman : right. Actually.....

جناب احمد میاں سومرو : اتنا اہم موضوع ہے۔ حالانکہ اسی قسم کے اس موضوع پر allow کئے جاتے ہیں۔ مجھ سے یہ differential treatment کیوں کیا گیا۔

Mr. Chairman : I am sorry that you are interpreting it in this manner but the decision of the Chair can only be....

Mr. Ahmed Mian Soomro : But, Sir, it is my right to point out...

Mr. Chairman : That is right. It was purely a provincial matter and provincial matter could not be discussed. It was purely on that

account. Other matters which by some rule attributed to the Federal Government or Federal Government play some part in that, we have allowed and brought them here to be discussed and debated.

قاضی حسین احمد: جناب چیئرمین، پرائم منسٹر کے لئے فنڈ اکٹھا کیا جاتا ہے، اخبار میں بھی آتا ہے ان کے علم میں آجاتا ہے پھر کیسے فیڈرل نہیں رہتا۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب، میں یہاں سے جاتا ہوں اور ایک سیٹھ صاحب کو کہتا ہوں کہ پرائم منسٹر کو ۱۰ کروڑ روپے چاہئیں پرائم منسٹر کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں ہو گا۔

How can you bring that here?

قاضی حسین احمد: اخبار میں آگیا ہے تو پرائم منسٹر کو کیسے نہیں پتہ چلا۔

جناب احمد میاں سومرو: پتہ ہے تو کیا کیا۔ آخر ہمارا بھی پرائم منسٹر ہے وہ۔ ہم نے اس کو ووٹ آف confidence دیا ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! بات یہ ہے کہ کوئی سرکاری فنڈ سے تو پیسے نہیں لئے۔ اگر کسی نے اپنے ورکر کے ذریعہ اپنی جماعت کیلئے پیسے اکٹھے کئے ہیں تو سب جماعتیں کرتی ہیں اس میں کونسی اعتراض کی بات ہے۔

جناب احمد میاں سومرو: پوائنٹ آف آرڈر، پرائم منسٹر کے لئے انڈسٹریلسٹ سے پیسے اکٹھے کرے۔

جناب اقبال احمد خان: جس سے بھی لئے انڈسٹریلسٹ سے لئے، ساری جماعتیں ....

قاضی حسین احمد: آپ اپنی ذاتی حیثیت میں جائیں تو آپ کو کسی نے دس روپے بھی دیئے تو پھر............

جناب چیئرمین: ایک آدمی اگر.........

قاضی حسین احمد: دس روپے بھی آپ کو کوئی ذاتی حیثیت میں نہیں دے گا۔

جناب اقبال احمد خان: سب جماعتیں ایسے ہی پیسے اکٹھے کرتی ہیں۔

جناب محمد طارق چودھری: جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب اقبال احمد صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی سن لیتے ہیں۔

جناب محمد طارق چودھری: جناب چیئرمین! آپ کی حیثیت ایک جج کی ہے اور آپ نے کبھی اس سے پہلے کسی مسئلے کو چیمبر میں kill نہیں کیا' اگرچہ آپ اس کو exercise کرسکتے ہیں۔ لیکن پہلے آپ ہمیشہ غیر جانبدار رہے ہیں۔ یہاں بھی آپ کو اس مسئلے میں جہاں خود پرائم منسٹر کی اپنی ذات بھی ملوث ہے اس کو chamber میں kill کرنا قطعی طور پر ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں' جہاں تک ایڈجرنمنٹ کا کہیں' وہ پہلے بھی چیمبر میں kill ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ یہ کسی کا حق نہیں ہے' اگر آپ قوانین دیکھیں' رولز دیکھیں کہ آیا اس کے تحت وہ یہ اختیار exercise کرسکتا ہے

If adjournment motions do not conform to the rules which have been approved and adopted by this House, they have to be rejected. I don't want to waste the time of the House...

جناب محمد طارق چودھری: اگرچہ آپ کو یہ حق دے دیا گیا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس کو ممبروں کے خلاف استعمال کریں گورنمنٹ کی favour میں۔

(*Interruptions*)

Voices: He must withdraw these remarks.

جناب اقبال احمد خان: یہ بڑی نامناسب بات ہے۔ اگر پہلے سے کوئی رعایت دی گئی تھی...........

(*Interruptions*)

Voices: he must withdraw these remarks.

جناب اقبال احمد خان: یہ کوئی بات نہیں ہے کہ چیئرمین کی ذات کے بارے میں اس طرح کے الفاظ کہے جائیں۔ ایسے کام کیسے چلے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جناب طارق چودھری صاحب!

I would request you to withdraw these remarks.

جناب محمد طارق چودھری : ٹھیک ہے میں واپس لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

جناب اقبال احمد خان : بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین : جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب نے درخواست کی ہے کیونکہ وہ چھٹی پر ہوں گے تو اس تحریک کو دوسرے دن پر ڈیفر کیا جائے۔ ایک مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے۔ انہوں نے بھی یہی درخواست کی ہے کہ وہ ۱۷ تاریخ کے بعد آئیں گے اور اس کو ڈیفر کیا جائے۔ اگلی قاضی حسین احمد صاحب کی ہے وہ آپ move کریں۔

ADJ: MOTION; RE: DECREASE IN OIL PRICES

قاضی حسین احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اخباری اطلاع کے مطابق بین الاقوامی منڈی میں تیل کی قیمت میں کمی کی وجہ سے تیل کے درآمدی بل میں ۵۰ کروڑ ڈالر کی کمی واقع ہوئی ہے۔ اگر اس کمی کا فائدہ تیل کے صارفین کو دیا جائے تو ملک میں مہنگائی کے حالیہ رجحان میں کمی آ سکتی ہے۔ لہٰذا معمول کی کارروائی کو روک کر اس اہم مسئلہ کو زیر غور لایا جائے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پہلے پوچھ لیتے ہیں is it being opposed?

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : I oppose it, Sir.

Mr. Chairman : Then you state the grounds on which you are opposing it.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب میں عرض کروں گا کہ یہ رول ۷۱ کے خلاف ہے۔ ں نے صرف تیل کا ذکر کیا ہے اور تیل کی بہت ساری قسمیں ہیں۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین : پلیز ،

میاں محمد یاسین خان وٹو : ہنسیں نہیں ، بات سننے کا بھی حوصلہ رکھیں۔

Sir, it is not a matter which substantially relates to one definite issue and secondly, Sir, it is not restricted to a matter of recent occurrence. Sir, with your permission, I would make a statement and before that I would submit that budget estimates are estimates...

تخمینے کے اندازے ہوتے ہیں اور اندازوں میں کسی ایک فیلڈ میں کبھی کوئی ایک چیز توقع سے زیادہ آجاتی ہے تو دوسرے سیکٹر میں توقع سے کم رہ جاتی ہے۔ تخمینے کو مجموعی طور پر لیا جاتا ہے۔ اگر فرض کر لیجئے تیل کی قیمت یا کسی چیز کی قیمت چڑھ جائے تو پھر کیا ہم بھی اس چیز کی قیمت کو فوراً بڑھائیں۔ یہ مجموعی طور پر دیکھا جاتا ہے۔ کئی چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں کئی چیزوں کی قیمتیں گھٹ گئی ہیں۔ اس کے لئے میں تفصیلی سٹیٹمنٹ آپ کی خدمت میں پڑھتا ہوں جس سے پوزیشن واضح ہو جائے گی اور یہ صورت ممکن نہیں ہے کہ ہم تیل کی قیمتیں کم کر سکیں۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! پہلے ایڈمیسبلٹی پر بات نہ ہو جائے؟ انہوں نے دو اعتراضات کئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے ان کی بات سن لیں۔ پھر آپ کو بھی پورا موقع دیا جائے گا۔

میاں محمد یاسین خان وٹو: آپ کو پورا موقع ملے گا۔ جب میری سٹیٹمنٹ آپ کے سامنے آئے گی تو ممکن ہے کہ آپ کی ویسے ہی تسلی ہو جائے اور پھر شاید آپ ایسے اعتراضات نہ کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں، ان کو پورا موقع دیا جائے گا۔

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : Sir, it has been stated that there has been a fall of 5 hundred million in the import cost of POL, apparently during the current year, which will require a reduction in the domestic selling prices. The following facts will help in appreciating the factual position. The crude oil and refined products estimated to be imported at the time of budget and those estimated now, are as under:—

Products	Metric tons	
Budget 1985-86	Revised 1985-86	Difference
22,48,944	27,50,885	5,01,941
Crude barrel	Revised budget	
27,62,06,744	28,69,06,683	11,69,639

The estimated quantities have gone up, mainly because of the following factors.

1. Local crude oil production was assumed in the budget as 41,000 barrel per day. The production during the first six months has on the average been about 37,700 barrels. This short fall has caused an increase in the imported quantities of both crude oil as well as its products.

2. Furnace oil import was budgeted at 4,25,000 metric tons. The revised estimate is 8,92,044 metric tons showing an increase of 4,67,444 metric tons. The increased import of furnace oil has been necessitated to meet the demand of WAPDA and gas for thermal generation of power. Due to low water level in Mangla and Tarbela reservoirs, hydel generation of power by WAPDA has been adversely affected. As against the budgeted hydel generation of 15,141 M.K.W.H., WAPDA's revised estimate is 13,838 M.K.W.H. In order that the impact of power load-shedding on the industrial and commercial production is minimised WAPDA has to increase their thermal generation using furnace oil at Multan and Faisalabad Power Stations. Furthermore, WAPDA has to make increased purchase of power from K.E.S.C. to make good the shortage.

3. To meet the increased demand kerosene oil imports during the first six months of the year were increased by 48 thousand tons and diesel by 9 thousand tons. The increased consumption of kerosene oil is mainly due to adulteration with diesel because of price advantage of ninety-five paisa per litre. Kerosene oil is presently priced at Rs. 330 per litre as against H.S.D. price of Rs. 4.25 per litre. H.S.D. consumption has also gone up and is likely to increase further in the peak demand months of April, June due to harvesting. The foreign exchange budget for 1985-86 for the import of P.O.L. was 1324 million. Assuming that there was no price reduction we would have to incur an expenditure of about 1430 million to cater for the import of increased quantities. With the price reduction obtained from 1st of January this year the revised requirement for import is estimated at 1350 million. The reduction in oil prices is expected to cause an estimated savings of 80 million. But this saving will also disappear because of the import of additional quantities of products and crude oil to meet the increased demand. As

is clear from the above, the foreign exchange bill is expected to increase by $ 26 million during the year despite reduction in oil prices. Regarding the rupee cost, the POL imports were budgeted at Rs. 15.82 per dollar, since at that time U.S. Dollar has appreciated *vis-a-vis* rupee causing an additional burden of Rs. 654 million in the import bill despite the reduction in prices. It may be relevant to know the comparative selling prices of petroleum products in India and Pakistan. The position is as follows:—

Regular Petrol.

Price in India in equivalent Pak. Rs.	Price in Pakistan	Difference
8.97 paisas	7.15 paisa	1.82 paisas
Petrol Super	7.15 paisas	
9.5 paisa	7.72 paisa	1.33 paisas
H.S.D.		
4.35 paisas	4.25 paisas	10 paisas
L.D.O.		
4.61	3	1.61

Inspite of the fact that the International price of crude and refined petroleum products has gone down in january, 1986 a further increase of 7 to 20 per cent in the POL selling price was announced by the Indian Government this month to meet their resource gap. The price increase has only been partially taken back after consumers protest. Due to reduction in prices the extent of saving in Pak. rupees in the development surcharge for the year is roughly estimated as follows:—

	Rs.
On crude oil	639 million
On refined products imported	624 million
Total:	1263 million

However, the surcharge receipt budget for 1985-86 was eroded during the year on account of the following factors:—

(a) Effect of withdrawl of 10 per cent price increase of H.S.D./ L. D. O., that comes to 1461 million.

Re-imbursement of 5 per cent Iqra Surcharge on imported crude oil to refineries which are being operated on cost plus basis is 637 million. Increase in inland freight is 76 million. Total comes to 2174 million. There will, therefore, be a net shortfall of Rs. 911 million in the development surcharge receipts. On the basis of the above position it is clear that there is no case for any reduction in the consumer prices of P.O.L. Thank you, Sir.

جناب چیئرمین : جناب قاضی صاحب!

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین! پہلے تو انہوں نے جو دو اعتراضات اس کی ایڈمسبلٹی پر کئے تھے اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایک یقینی واقعہ کے بارے میں نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ایک یقینی واقعہ ہے۔ پٹرولیم اور اس کی پراڈکٹس میں بہت ہی اچانک اور بہت بڑی کمی ہوئی ہے بین الاقوامی مارکیٹ میں۔ اور یہ recent occurrence بھی ہے اور میرے لئے تو recent occurrence اس لئے بھی ہے کہ جس دن میں نے تحریک التوا پیش کی ہے اسی دن کے اخبار میں یہ بات آئی ہے کہ پچاس کروڑ ڈالر کی کمی ہو گئی ہے ہمارے امپورٹ بل میں۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ وہ جناب وزیر خزانہ نے جو فیکٹس بتائے ہیں اس سے اس کی gravity اور بھی بڑھ جاتی ہے اس situation کی اس سے یہ بات بالکل واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ اور حکام کو کہیں جو تھوڑی بہت سہولت مل جاتی ہے تو وہ اس کو بہت غلط طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ بجائے اس کے صارفین کو اور عام آدمی کو اس کا فائدہ پہنچے وہ اس سہولت کو اس طریقے سے استعمال کرتے ہیں کہ ملک کو اور زیادہ پریشانیوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ یہ ہماری پوری اکانومی کے ساتھ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی باہر سے قرض کا پیسہ آتا ہے اور اس کو غیر پیداواری سرگرمیوں میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے امپورٹ بل میں کمی آ گئی ہے definitely لیکن اس میں یعنی

consumption میں اتنا غیر معمولی اضافہ کرنا یہ میرے خیال میں بالکل ایک نامعقول حد تک اضافہ ہے اور یہ جو price decrease ہے یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ مستقل ہو۔ اس کے بارے میں یہ بالکل امکان ہے کہ یہ پھر اسی لیول پر چلی جائے لیکن آپ نے کھپت کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ ہم تو اور زیادہ مصیبتوں میں اور مشکلات میں پھنس جائیں گے۔ اگر یہ قیمتیں دوبارہ اس مقام پر پہنچیں اور ہماری consumption کی شرح میں اضافہ ہوا جس طرح آپ نے کمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اضافہ کیا ہے تو اس کے نتیجے میں تو اور زیادہ مصیبت میں ہم پھنس جائیں گے اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ جو وزیر خزانہ نے بیان دیا ہے یہ اس کی gravity کو مزید بڑھاتا ہے اور ہماری اس وقت جو situation ہے جس میں ہم پھنس گئے ہیں تو یہ اور زیادہ grave بن جاتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوا کو ضرور منظور ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین : اس میں ایک تو policy issue involve تھے۔

The very fact that you had to give this very lenghty statement, I don't know how many of the honourable members have understood what you have said because absorbing or assimilation of figure is not very easy. So, considering the importance of the matter, would you consider the desirability of this issue being discussed, not on the basis of an adjournment motion which, probably technically, may not be correct. I am not giving a ruling but will come to that separately when this is debated say under Rule 187.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب اگر آپ ایسے مناسب خیال فرمائیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

Mr. Chairman : As I have been saying, I don't want to set a wrong precedent. The whole question is that this adjournment motion raises a policy issue too wide to be discussed in an adjournment motion. There are a number of rulings on this including some of my own. But I would request if you would agree that this should be debated separately on a motion under Rule 187.

میاں محمد یاسین خان وٹو : جناب والا! اس سلسلے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر فاضل ایوان یہ چاہے۔ لیکن میں نے دو باتیں جو عرض کی ہیں اگر جناب اس پر توجہ فرمائیں کہ ایک تو پہلے ہی جناب ہم نے .... مداخلت ....

Mr. Chairman : No, then you will have a full opportunity the pross and cons that have already come before the House.

میاں محمد یاسین خان وٹو: میں نے پہلے ہی جناب اپنی statement میں عرض کر دیا ہوا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ جتنی باہر قیمتیں گری ہیں ان کا ہم پر ہی نہیں سارے باقی ملکوں پر بھی اثر ہوا ہے اور انڈیا نے باوجود اس چیز کے قیمتوں کو بڑھایا ہے۔

Mr. Chairman: This is exactly the point that I wanted to be discussed because you will be going then into the substance.

میاں محمد یاسین خان وٹو: پھر آپ جیسے بھی مناسب خیال فرمائیں مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب اگر رول ۱۸۷ کے تحت ....

قاضی حسین احمد: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ سارے حقائق لوگوں کے سامنے آجائیں۔ اس سے پہلے بھی چائے پر جو بین الاقوامی قیمتیں کم ہوئی تھیں تو ملک کے اندر بھی قیمتیں کم کی گئی تھیں۔ اسی لئے میں نے یہ کہا کہ اس پر بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں تو بہت ....

Mr. Chairman : Then if the House agrees, I think, we will put it for discussion under Rule 187.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! مسئلہ واقعی بہت اہم ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ عالمی منڈی میں قیمتیں گر گئی ہیں اور اس مسئلے کو اگر یہاں ڈسکس کیا جائے تو بہت بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین: تو اس کے لئے جب آپ بحث کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تاریخ مقرر کر دیں۔

Then we can say that it could be debated under Rule 187 on.....

میاں محمد یاسین خان وٹو: جناب والا! وزیر قانون صاحب سے مل کر بعد میں تاریخ کا تعین کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: اچھا۔ تو اگلی تحریک التوا میرداد خیل صاحب کی ہے، وہ باہر ہیں، تو یہ ملتوی کرنی پڑے گی۔ جناب احسان الحق صاحب!

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔ پاکستان ریلوے کے آفسران مجاز نے ملکوال بھیرہ سیکشن پر چار ٹرینیں روزانہ چلانے کی بجائے۔

Mr. Chairman: (آذان مغرب) So, we will meet at 6.30 p.m. The first ten minutes would be devoted to adjournment motions.

[The House re-assembled after Maghrib prayers, with Mr. Chairman in the Chair.]

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We continue with considerations of the Adjournment Motion.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ سینٹ کا حالیہ اجلاس ملتوی کر کے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر بحث کی جائے۔

REDUCTION IN THE NUMBER OF TRAINS ON MALAKWAL-BHERA SECTION

پاکستان ریلوے کے افسران مجاز نے ملکوال بھیرہ سیکشن پر ۴ ٹرینیں روزانہ چلانے کی بجائے ۴۸ گھنٹوں میں صرف ایک ٹرین چلانے کا فیصلہ کیا ہے جس سے سب تحصیل بھیرہ ضلع سرگودھا کی دو لاکھ سے زائد آبادی اور بالخصوص تاجر طبقہ کو ریلوے کی سہولیات سے محروم کر دیا گیا ہے اور دور دراز سے آنے والے مسافروں کے لئے بہت زیادہ مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ جس کی وجہ سے علاقہ کی آبادی میں کافی اضطراب اور بے چینی پائی جا رہی ہے۔

Mr. Chairman : Is it being opposed?

Mr. Tasneem Nawaz Gardezi (Minister of State for Commerce) : Sir, I oppose this adjournment motion on the grounds that there were never four trains running on this Section. There were only two trains running on this Section. I may be allowed to make a statement, Sir.

Malakwal–Behra Section is 19 miles long with only two stations and one halt in between, serving only a small part of population. This line was constructed purely for strategic reasons during British

Regime. It was never considered to be a commercial line. It has been running in loss right from the beginning just like other strategic lines constructed by the Railways for defence purposes. Prior to 1947, the Railways was being compensated for those losses by the then Central Government. But after Independence, this practice was stopped and losses in all the strategic lines are being absorbed in the revenue budget of the Railways. During 1984-85, the total losses suffered by the Railways in operating this Section stood at Rs. 2.3 million.

Sir, prior to April, 1985, two passenger trains were running each way to save the cost. It was decided by the Railway to curtail the train services by 50% from April, 1985. According to the costing study carried out by the Railway Consultants recently, 461 Up and 462 Down running between Malakwal and Bhera was yielding a total revenue of Rs. 104 per day during the year 1984-85 as against the cost of Rs. 5,383 per day. After considering the Consultants' Report and to save at least the haltage cost of trains on this Section, the Railways decided to operate One Up and One Down service in 48 hours. Hardly, 10—15 passengers travelled by this passengers service with one trains each way is operating daily. The local populous is not affected by reduction railway services because they have already shifted to buses on the parallel road which are faster and more frequent. There is a bus service on the route at intervals of 15 minutes. The area is, therefore, well served by the road services, and very few persons, if any, have been travelling by train. As such, the contention of the honourable Senator is not tenable.

In view of the clarification given above, I am confident that the honourable Senator will not press for the motion.

جناب چیئرمین : جناب احسان الحق صاحب!

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین' جناب وزیر موصوف نے جو وضاحت فرمائی ہے وہ بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔ ملکوال۔ بھیرہ سیکشن آج سے ۸۰ سال پہلے شروع کی گئی تھی" اسٹرٹجی کی بنیاد پر نہیں بلکہ وہ purely commercial بنیاد پر شروع کی گئی تھی۔ یہ ریلوے کی اپنی نالائقی کی وجہ سے نقصانات ہو رہے ہیں۔ اور اب وزیر صاحب نے یہ جو فرمایا ہے کہ اب مسافروں کو بسیں میسر ہیں اور بسیں چل رہی ہیں۔ یہ بھی ریلوے کی بسیں اور

ٹرینیں بند ہونے کی وجہ سے اور غلط ٹائمنگ کی وجہ سے یہ بسیں چل رہی ہیں ورنہ ریلوے اس ٹرین پر خاصا منافع کماتی رہی ہے۔ سارے پاکستان میں یہ جتنا نقصان اٹھا رہی ہے اگر وہاں سے واقعی نقصان ہو رہا ہے تو یہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ اس سے مسافروں کو بہت زیادہ تکلیف ہے اور ۲ لاکھ کی آبادی کو ریلوے کی سہولتوں سے محروم کیا گیا ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ پہلے جہاں چار ٹرینیں چلتی تھیں وہاں ۴۸ گھنٹے میں کم از کم دو ہی چلا دیں جس سے عوام کو فائدہ ہو گا۔ وزیر صاحب نے جو بیان دیا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا، وہ غلط اور بے بنیاد ہے۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر صاحب کچھ اور ارشاد فرمائیں گے۔

سید تسنیم نواز گردیزی جناب گذارش یہ ہے کہ میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ جو statement انہوں نے دی ہے کہ چار ٹرینیں چلتی تھیں وہ بے بنیاد ہے۔ وہ چار نہیں بلکہ دو چلتی تھیں اب ان کو کم کر دیا گیا ہے کیونکہ ریلوے پر اخراجات اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ریلوے اب مزید بوجھ برداشت نہیں کر سکتی اور دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت روڈ ٹرانسپورٹ کے معاملے میں سہولتیں مہیا کی گئی ہیں جو کافی ہیں اور اس وجہ سے مسافر روڈ ٹرانسپورٹ استعمال کرتے ہیں۔ میں یہ گذارش کر چکا ہوں کہ ایک تو اخراجات کی بات ہے اور دوسری یہ ہے کہ اس میں اوسطاً دس سے ۱۵ مسافر سفر کرتے ہیں۔ یہ ہماری آفیشل رپورٹ ہے اور یہ ہمارے معزز ممبر کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین جناب احسان الحق صاحب! آپ یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ فیصلہ کب کیا گیا ہے کہ یہ ٹرین بند ہوں۔

جناب احسان الحق پراچہ: جس دن میں نے جناب کو موشن دی ہے اس سے غالباً تین دن پہلے یہ آرڈر ہوا ہے۔ اور مجھے اس کا بذریعہ اشتہار اور لیٹر علم ہوا ہے وہاں کے لوگوں نے ریزولیوشن پاس کئے ہیں، جو وزیر اعظم صاحب کو بھیجے ہیں اور وزیر موصوف کو بھیجے ہیں۔ اس ریزولیوشن کی کاپی اور اشتہار میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس کے ملنے کے دوسرے دن بعد میں نے نوٹس دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک آپ کی تحریک کا تعلق ہے اس میں کوئی ڈیٹ نہیں دی ہوئی کہ کس تاریخ کو یہ فیصلہ ہوا جس سے یہ تعین ہو سکے کہ واقعی یہ معاملہ recent

occurrence کا ہے۔ دوسرا وزیر صاحب یہ صحیح فرما رہے ہیں کہ دس پندرہ آدمیوں سے زیادہ اس پر ٹریول ہی نہیں کر رہے تھے۔ اور انہوں نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ روزانہ اس سٹیشن سے ۱۰۷ روپے انکم تھی۔ جبکہ پانچ ہزار اس پر خرچ آ رہا تھا، تو اس سنس میں یہ پبلک امپارٹنس کا معاملہ بھی نہیں ہے جو اڈجرنمنٹ کے لئے ضروری ہو سکتا ہے۔ آپ کے جو ارشادات ہیں یہ ریلوے وزیر دوبارہ اپنے محکمے والوں سے verify facts کر کے آپ کو..........

جناب احسان الحق پراچہ: سر ۸۰ سال سے ایک ٹرین چل رہی ہے۔ دو لاکھ آبادی کو وہ serve کرتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ پبلک امپارٹنس اس میں کیسے نہیں ہے جناب پبلک امپارٹنس ہے۔ لوگوں کو بہت مشکلات ہیں۔ میں جناب چیئرمین سے استدعا کروں گا کہ وہ اس ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنالیں جو انکوائری کر لے جو facts میں نے یہاں پیش کیے ہیں وہ درست ہیں یا نہیں۔

جناب چیئرمین: اڈجرنمنٹ موشن پر اس طرح کی کمیٹی نہیں بن سکتی۔ مجھے افسوس ہے کہ کوئی date نہیں دی ہوئی ہے کہ وقوعہ کب ہوا ہے تاکہ اس سے یہ تعین ہو سکے کہ یہ recent occurrence ہے اور میرے خیال میں پبلک امپارٹنس جس کے لئے نارمل بزنس آف دی ہاؤس سسپنڈ کیا جائے وہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے اور آپ کی جو موشن ہے یہ اس definition میں نہیں آتی۔ مجھے افسوس ہے اس کو آؤٹ آف آرڈر قرار دینا پڑے گا۔ اس سے اڈجرنمنٹ موشن کے جو ۱۰ منٹ تھے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں۔ باقی اڈجرنمنٹ موشن جو رہتی ہیں، دو تین اور بھی میرے پاس ہیں، تو وہ اگلے دن لیں گے۔ میرے خیال میں پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آ سکتی ہیں ۱۶ تاریخ کو۔

We take up the next item on the Agenda which is incontinuation of the further discussion on the Report of the Council of Islamic Ideology for the year 1977–78.

پیشتر اس کے کہ ڈسکشن کا آغاز ہو، میں اتنا عرض کروں گا کہ سینٹ نے پہلے ہی یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ آج اس بحث کو ختم کرنا ہے تاکہ کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی باقی جو رپورٹیں ہیں ۱۷ تاریخ سے ان پر مشترکہ بحث شروع ہو جائے۔ تو جو حضرات آج بولنا چاہتے ہیں

ان میں سے میرے پاس سر دست دو نام ہیں۔ ایک قاضی حسین احمد صاحب کا ہے اور ایک مولانا سمیع الحق صاحب کا ہے۔

جناب خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر، ہم یہ توقع رکھتے تھے۔ کہ چونکہ یہ بات ایک ہفتے پہلے طے ہو گئی تھی اور آج غالباً اس سلسلے کا آخری دن ہے ہو سکتا ہے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی رپورٹ سرکولیٹ ہو سکے۔ ہمیں دراصل ان رپورٹوں کے بارے میں حکومت کی طرف سے یہ رپورٹ ملنی چاہئے کہ انہوں نے ان سفارشات کے اوپر کیا اقدامات کئے ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ بحث شروع ہونے سے پہلے گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے پاس رپورٹ آنی چاہئے۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! اس دن اس ہاؤس کے اندر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جب پہلی رپورٹ پر ڈسکشن مکمل ہو جائے گی اور اس پر متعلقہ وزیر اپنا بیان دے دیں گے تو آئندہ چھ رپورٹیں جتنی بھی ہیں ان کو ڈسکشن کے لئے وہ انٹروڈیوس کریں گے۔ اور اس انٹروڈکشن کے وقت وہ اپنی سٹیٹ منٹ بھی دیں گے اور اس کے متعلق جو بھی صورت حال ہو گی اس کی وضاحت کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین : ان کا فرمانا یہ ہے کہ اس دن آپ وہ بھی circulate کر لیں گے کہ ان رپورٹوں پر کہاں تک عملدر آمد ہو چکا ہے۔ امپلی منٹیشن کہاں تک ہو چکی ہے۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا! کوشش کریں گے۔ لیکن مجھے یہ بات یاد نہیں ہے کہ یہ بات یہاں کہی گئی تھی اس کے عملدر آمد کے بارے میں۔

جناب چیئرمین : یہی طریقہ کار ہم نے استعمال کیا تو پھر میرے خیال میں...........

جناب اقبال احمد خان : وہ تو جس دن انٹروڈیوس کی گئی تھیں اس دن circulate کر دی گئی تھیں۔

جناب چیئرمین : اسی طریقے پر جو چھ یا سات رپورٹیں باقی ہیں جب ان پر ڈسکشن کا آغاز ہو، تو اس کے implementation کا بھی ہونا چاہئے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! ہونا یہ چاہئے تھا کہ آپ دو تین دن پہلے سرکلیٹ کر دیتے تاکہ تیاری کا موقع بھی ملتا۔

جناب چیئرمین : سرکلیٹ تو بہت پہلے ہو گئی ہیں۔

قاضی حسین احمد : نہیں وہ رپورٹ نہیں، جو عملدرآمد کی ہیں ان کے لئے تیاری کا موقع ہمیں ملتا،

جناب چیئرمین : وزیر صاحب اپنے بیان میں چونکہ آغاز ہی ان سے ہو گا غالباً یہ کہہ دیں گے۔

میر حاجی ترین :(وزیر مذہبی واقلیتی امور) سر، اس میں میری گذارش یہ ہو گی کہ پچھلی دفعہ ہاؤس میں یہ طے ہوا تھا کہ تیرہ تاریخ کو اس پر تقاریر ختم ہو جائیں گی اور باقی جو رپورٹیں ہیں ان کو اکٹھا لیا جائے گا۔ آج اس پر تین سپیکر صاحبان نے بولنا تھا۔

جناب چیئرمین : نہیں، وہ پوائنٹ آف آرڈر اس پر تھا کہ ۱۷ تاریخ سے جب باقی رپورٹوں پر مشترکہ طور پر بحث کا آغاز ہو گا تو وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ حکومت نے ان پر کس حد تک اور کہاں تک عملدرآمد کیا ہے۔ تو اس کی بھی............

میر حاجی ترین : اس پر سر، میری گذارش یہ ہو گی اور میں آپ سے یہ استدعا کرنے والا ہوں کہ اس ڈسکشن یعنی ۷۸ - ۱۹۷۷ء کی رپورٹ پر یہاں جتنی بھی بحث ہوئی ہے اس کے بعد آپ ہماری منسٹری کو یہ اجازت دیں گے کہ اگلے اجلاس میں ہم اس کو وائنڈ اپ کریں۔ اور دوسری رپورٹیں پیش کرنے سے پہلے ہم ۷۸ - ۱۹۷۷ء کی رپورٹ کو وائنڈ اپ کریں گے۔ اور ساتھ ہی وہ دوسری اکٹھی پیش کریں گے۔ اس ضمن میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم کل یا پرسوں اس کی تاریخ آنے سے پہلے جتنی رپورٹیں ہیں انہیں سب کے ایڈریس پر پہنچا دیں گے۔

جناب چیئرمین : صحیح ہے اگر وہ ہو جائے تو باقی اس کی وائنڈنگ اپ بھی آج اگر ہو جائے تو باقی معاملہ بھی صاف ہو جائے گا۔

جناب احمد میاں سومرو : اگلے سیشن میں یہ وائنڈ اپ کریں گے۔

جناب چیئرمین : اگلے سیشن کی نہیں اگلی sitting کی بات کر رہے ہیں۔

میر حاجی ترین : اگلی سیٹنگ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : ہاں word وہ استعمال کیا۔

جناب اقبال احمد خان : سر، اس میں انہیں کافی detailed گذارشات پیش کرنی

ہوں گی اور ۱۶ کو جب دوبارہ ہم ملیں گے تو وہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا' تو اس تاریخ پر یہاں دے دیں گے۔ کیونکہ پھر دو دن کا وقفہ ملے گا دوسری رپورٹوں پر بحث کے لئے تو میرے خیال میں کافی وقت ان کو مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: وہ فرماتے ہیں کہ یہ کل پرسوں تک وہ circulate کر دیں گے۔

جناب اقبال احمد خان: سر' پرسوں جب ۱۶ تاریخ کو آئیں گے تو circulate کر دیں گے۔ اور یہ وائنڈ اپ جو ہے اس میں چونکہ کچھ تھوڑا وقت چاہئے کیونکہ ابھی بہت سے ممبر اظہار خیال فرمائیں گے۔ ۱۶ تاریخ کو پرائیویٹ ممبرز ڈے کی جو سٹنگ ہو گی اس میں وائنڈ اپ کرنے کے بعد وقت بچا تو وہ انٹروڈیوس بھی کر دیں گے لیکن وہ ۱۶ تاریخ کو رپورٹ کو circulate کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کو یہ منظور ہے۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں'

پروفیسر خورشید احمد: بہت شکریہ 'اس بات کا۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں دراصل جو چھ رپورٹیں ملی ہیں وہ سالانہ رپورٹیں ہیں اس کے علاوہ ہمیں جو consolidate رپورٹیں ملی ہیں ان کا تعلق مختلف موضوعات سے ہے مثلاً اسلام کے اکنامک سسٹم پر ہے' مالیات پر ہے' محصولات پر ہے فیملی لاء پر ہے ان کے علاوہ تیرہ ہمیں جو رپورٹیں ملی ہیں وہ کوڈز آف پاکستان پر ہیں۔ اس کے اوپر اب تک انہوں نے جتنا کام کیا' تو آئندہ سیشن میں آپ صرف ان سالانہ رپورٹوں کو لا رہے ہیں یا باقی تمام رپورٹوں کو بھی لا رہے ہیں تاکہ ہم جو تیاری کر رہے ہیں ہمیں معلوم ہو کہ آپ کی بحث کا سکوپ کیا ہو گا'۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں سکوپ کا تعین بھی ہو چکا تھا کہ ہر ایک رپورٹ کے ساتھ جو موضاعات covered ہیں اور اس کے ساتھ اگر سپیشل رپورٹ ہے تو وہ بھی ٹیک اپ کی جائے گی۔

This is what I remember of the decision taken at that time.

میرے خیال میں اب بحث شروع کی جائے۔

مولانا سمیع الحق: میں اقبال احمد خان صاحب اور ترین صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ اگر آج اس کی وائنڈ اپ نہ ہو' ایک دن ہو جائے ۱۷ کو مثلاً ہو جائے۔

جناب چیئرمین : فی الحال آپ بحث تو شروع کر لیں۔ جناب قاضی حسین احمد صاحب!

مولانا سمیع الحق : میں چھٹی لینا چاہتا تھا، ایک دو دن کی چھٹی ہے۔ میرا مقصد تھا حضرت مجھے ضروری جانا ہے، تو میں چاہتا اب قاضی صاحب کی بہت تفصیلی تقریر ہوگی، اگر وائنڈ اپ نہ کریں تو میں...........

جناب چیئرمین : تو اس سے آپ کو بھی مستفید ہونا چاہئے۔ ذرا بیٹھیں، آپ سنیں،

مولانا سمیع الحق : نہیں، مجبوراً مجھے حضرت مولانا کو بھی ساتھ لے جانا ہے۔ بارش بھی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس دن اگر یہ postpone ہو گئی تو آپ کو بھی موقع مل جائے گا۔

مولانا سمیع الحق : جی، میں اپیل کرتا ہوں کہ ایک دن اور بڑھا دیا جائے۔

جناب چیئرمین : آج اگر conclude ہوئی تو پھر یہ آپ کی اپنی صوابدید پر ہے۔ آپ سنیں گے یا جائیں گے۔

مولانا سمیع الحق : ترین صاحب کی اور اقبال احمد صاحب کی بھی یہ رائے تھی میں نے ان کی تائید کی ہے۔

جناب چیئرمین : جناب قاضی حسین احمد صاحب!

FURTHER DISCUSSION ON THE REPORT OF THE COUNCIL OF ISLAMIC IDEOLOGY

قاضی حسین احمد : الحمد اللہ رب العالمین وصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، محمداً و آلہ واصحابہ اجمعین جناب چیئرمین! ایک اسلامی نظریاتی مملکت میں اسلامی نظریاتی کونسل کی جو اہمیت اور ضرورت ہے وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہے اور یہی ایک اسلامی ریاست کی اور نظریاتی ریاست کی ضرورت ہے جس کے پیش نظر پہلی دستوری سفارشات میں اسلامی مشاورتی کونسل کے نام سے ایک ادارہ قائم تھا۔ اور اس دستور میں بھی اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کا نام دیا گیا۔ جناب والا! اسی ضرورت کے پیش نظر ایران والوں نے ایک Ingenuity کی اور شاید ان کے ہاں ان کے عقیدے کے مطابق یہ چیز ضروری بھی ہو گی،

انہوں نے ولایت فقہی کا ایک ادارہ قائم کیا' اور ولایت فقہی کے لئے انہوں نے ایک مجلس خبرگان بنائی تاکہ جب خمینی صاحب نہ رہیں تو ان کے جانشین کو مقرر کر دیں اور ان کو وہ فائنل اتھارٹی مل جائے جو کہ کسی شرعی مسئلے میں کسی نظریاتی مسئلے میں آخری رائے دے سکے۔

ہمارے ہاں اس طرح کا ادارہ تو باوجوہ ناممکن ہے اور نہ یہاں مطلوب ہے لیکن اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کہ پارلیمنٹ کو اسلام کے بارے میں اور کسی شرعی مسئلے میں کوئی ایسی رائے مل سکے اور اور ایسے افراد کو رائے مل سکے جن پر سب لوگوں اور پوری قوم کو ان کی اسلامی رائے پر اعتماد ہو۔ اسی کے پیش نظر یہ کونسل بنائی گئی' اور اس کی وجہ یہ ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ پارلیمنٹ sovereign ہے لیکن پارلیمنٹ جس طریقے سے elect ہوتی ہے اور اس کا انتخاب ہوتا ہے اس کے نتیجے میں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس میں وہ تمام افراد بھی جمع ہو جائیں یا ان کی اکثریت ہو جائے جو کہ شرعی مسائل پر آخری رائے دے سکیں' اور ایسی رائے دے سکیں جس پر پوری قوم کو اعتماد ہو' اس لئے یہ ایک نظریاتی ضرورت تھی' ایک اسلامی ضرورت تھی' اور اسی اہمیت کے پیش نظر میرے خیال میں اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے جو بھی سفارش آئے تو یہ نامناسب ہو گا کہ وزارت انصاف یہ کہہ دے کہ ہماری رائے اس میں یہ ہے یا پارلیمنٹ بغیر کسی شرعی دلیل کے اور باقاعدہ اس پر کسی بحث کے' شریعت اور قرآن و سنت کے دلائل کی روشنی میں اس کے مقابلے میں کوئی دوسری متبادل رائے پیش کئے بغیر بیک قلم اس کو مسترد کر دے۔ یہ انتہائی نامناسب بات ہو گی اور یہ اس دستوری ضرورت کے خلاف ہو گی' جس دستوری ضرورت کے پیش نظر یہ اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی گئی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کو دستور میں ایسا ادارہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ اس کی رائے آخری ہو اور اس مسئلے کو واپس بھی بھیجا جا سکتا ہے اور پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس کے مشورے کو قبول کر سکتی ہے یا اس کو واپس بھیج سکتی ہے۔ لیکن اس میں پھر وہی بات سامنے آجاتی ہے کہ اگر پارلیمنٹ اس کی رائے کو مسترد کر سکتی ہے اور وہ اس کو قبول کرنے کی پابند نہیں ہے تو قرآن و سنت جو بنیادی ضرورت ہے اس کے خلاف کوئی قانون نہیں ہو سکتا اور پورے نظام کو اس کے مطابق چلنا ہے' تو اس کو ہم پھر کس طریقے سے پورا کریں گے۔

اسی کے پیش نظر اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک آئینی ترمیم کی تجویز دی اور اس آئینی ترمیم میں یہی بات تھی' کہ عدالت مجاز پھر اس کا فیصلہ کرے کہ کونسی چیز شریعت کے مطابق ہے

اور کونسی بات شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ اس پر جس طریقے سے شریعت کورٹ میں عملدر آمد ہوا ہے اس سے علماء مطمئن نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عملدر آمد کی رپورٹ جو آئی ہے اس میں آئین کو بھی مستثنٰی کیا گیا ہے۔ اس میں اقتصادی قوانین کو بھی مستثنٰی کیا گیا ہے اور اس میں مسلم پرسنل لاء کو مستثنٰی کیا گیا ہے کہ کسی عام قاری کے ذہن میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ شریعت کے دائرہ کار سے مسلم پرسنل لاء کو کیسے مستثنٰی کیا گیا ہے جبکہ کافر ملکوں میں بھی مسلم پرسنل لاء مستثنٰی نہیں ہے تو یہاں کیسے اس کو شریعت کورٹ کی jurisdiction سے مستثنٰی کیا گیا ہے۔ یہ بہت بڑا تضاد ہے اور بہت بڑی anomaly ہے

جناب والا! اسی کے پیش نظر آئین میں نویں ترمیم کی تجویز دی گئی ہے لیکن نویں ترمیم جس شکل میں آرہی ہے اور جس شکل میں وہ پہلے انٹروڈیوس ہوئی تھی یا اس کے بعد پھر یہ کمیٹی کے سپرد کی گئی ہے اس میں بھی دستور کا استثنا اور مالیاتی امور میں استثنا یہ دونوں باتیں شامل ہیں جو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے خلاف ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے دستور کو مستثنٰی قرار نہیں دیا اور دستور کو مستثنٰی نہیں ہونا چاہئے۔ کسی ایسی شرعی عدالت یا سپریم کورٹ کے دائرہ کار سے قرآن وسنت کے خلاف بات کو مستثنٰی نہیں ہونا چاہئے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں اس کو مستثنٰی نہیں قرار دیا گیا اور نویں آئینی ترمیم میں اس کا استثنا اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے خلاف ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی اس بات کا ذکر بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اگرچہ مارشل لاء کے دور میں بہت بلند بانگ دعوے کئے گئے اسلام کے نفاذ کے لیکن اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی حیثیت سے ہمارے پاس جو اس وقت مواد پہنچا ہے اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اگر واقعی وہ Regime مخلص ہوتی اسلام کے نفاذ میں تو ان کے پاس بہت سارا خام مواد موجود تھا اور بہت ساری تیاری کی تھی اسلامی نظریاتی کونسل نے اور اگر اس کو خلوص کے ساتھ صدق دل سے نافذ کیا جاتا تو اس ملک میں اسلام واقعی اور حقیقی معنوں میں نافذ ہو جاتا۔ لیکن سابقہ Regime نے بھی زبانی دعوے تو بہت کئے لیکن اس اہم دستاویز کو انہوں نے دبائے رکھا اور یہ اس جمہوری دور میں لوگوں کے سامنے کھل کر بات آئی کہ اتنا زیادہ قیمتی کام کیا گیا تھا۔ اور اس وقت ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے بھری محفل میں لوگوں کے سامنے جو احتجاج کیا تھا وہ بھی بات لوگوں کے سامنے آئی تھی۔ مشائخ اور علماء کانفرنس میں انہوں نے متعلقہ حکام سے

کہا کہ اتنا بڑا پلندہ ہم نے آپ کو دیا ہے لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ تو مارشل لاء Regime پر بھی اس کے نافذ نہ ہونے کی ذمہ داری برابر کی عائد ہوتی ہے۔

جناب والا! اس میں جو بنیادی اصول مقرر کیا گیا ہے اور جسے اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے لئے بنیادی رہنما اصول بیسک گائیڈنگ پرنسپل بنایا وہ قرآن کریم کی یہ آیت ہے الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر کہ وہ لوگ مسلمان ہوتے ہیں کہ جب ان کو زمین میں تمکن، اقتدار اور اختیار حاصل ہوجاتا ہے تو وہ اقامت صلوٰۃ کا اہتمام کرتے ہیں ایتاء الزکوٰۃ کا اہتمام کرتے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام قائم کرتے ہیں۔ اس کے پیش نظر انہوں نے سب سے پہلے تو اقامت صلوٰۃ کی اہمیت بتائی ہے کہ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کہ نماز بے حیائی اور برائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اسی کے پیش نظر انہوں نے بہت سی تجاویز دی ہیں کہ اس طریقے سے اقامت صلوٰۃ کا نظام قائم کیا جاسکتا ہے۔

لیکن جس طرح نافذ ہے اور ہمیں رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یہ نافذ ہے اس کا مشاہدہ ہم روز کیفے ٹیریا میں کرتے ہیں کہ کچھ لوگ تو نماز پڑھتے ہیں اور کچھ حکومت کے بہت ذمہ دار افراد، وزراء صاحبان وہاں بیٹھ کر ڈسٹرب کرتے ہیں نماز پڑھنے والوں کو اور ان کا طریقہ وہی ہوتا ہے کہ " وما کان صلاتھم عند البیت الا مکاء وتصدیہ کہ سیٹیاں بجانا گپیں ہانکنا اور قہقہے لگانا یہی ان کا اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ یہ جناب والا! انتہائی افسوسناک بات ہے۔ میرے ایک ساتھی نے بھی کہا ہے کہ جو لوگ اس کے نفاذ کے ذمہ دار ہیں جن لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہی اگر اس کا یہ حشر کریں تو پھر اس کی کون پابندی کرے گا۔ یہ تو وہی صورت ہے جیسے کہ علامہ اقبال نے کہا تھا۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

یہاں بھی اسی طرح کی صورت ہے۔ معاملہ اسی طرح کا ہے کہ خود وزراء صاحبان جن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کا نفاذ کریں وہی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

دوسرا معاملہ جناب ایتاء الزکوٰۃ کا ہے اور زکوٰۃ کو قرآن کریم نے بھی اسی لئے لیا ہے کہ یہ ایک سمبل ایک علامت ہے اس معاشرے کی جس میں اجتماعی عدل ہوتا ہے، سماجی انصاف ہوتا

ہے اس میں اغنیاء سے مال لیا جاتا ہے اور غرباء میں بانٹا جاتا ہے۔ اس میں صدقات کا ایک نظام ہوتا ہے۔ یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقٰت اللہ تعالیٰ ربا کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے۔ ایک ایسا نظام جس میں سب لوگ بھائی چارے کے ایک ماحول میں ہوں اور جس میں مال اچھے کاموں میں صرف ہوتا ہو اور وہ نیکی اور بھلائی کو پھیلانے کا ایک ذریعہ ہوتا ہو۔ اسی لئے اقبال نے خوبصورت طریقے سے اس کے اسلامی تصور کو اس طرح بیان کیا ہے فارسی کے اپنے دو اشعار میں کہ۔

مال را گر بہر دین باشی حمول نعم مال صالح گوید رسول
اندریں حکمت نہ داری گر نظر تو غلام و خواجہ تو سیم وزر

کہ مال کو اگر تم دین کی خاطر رکھتے ہو تو یہ ایک قوت ہے' ایک قوت کا ذریعہ ہے اگر اس دین کو پھیلانے اس کی شان و شوکت کو بڑھانے اور ایک اسلامی ریاست کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے آپ استعمال کرتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نعم مال صالح اچھا مال اور نیکی کا مال بہت اچھی چیز ہے لیکن اگر یہ حکمت پیش نظر نہ ہو تو تم غلام ہو اور تمہارا آقا سیم وزر ہے۔ سیم وزر تمہارا آقا ہے اور تم اس کے بندے ہو۔ مال بحیثیت خود کوئی مطلوب چیز نہیں ہے۔ ایک وسیلہ ہے اور یہ دین کو پھیلانے کا اس کو اٹھانے کا اور معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنے کا اور خیر کے لئے پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہاں پر پشتو جاننے والے بھی ہیں اور آپ خود بھی پشتو سمجھتے ہیں۔ رحمٰن بابا نے بھی اس کے بارے میں کہا ہے کہ

د دبر و صدقے لرہ ئے غواڑم
ھسے نہ زچہ یہ دنیا لپسے زہیریم

یہ دنیا کا مال ایک ذریعہ ہے اور یہ ذریعہ اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے سے خیر کو پھیلایا جائے اور لوگوں کی مدد کی جائے۔

جناب والا! سود کی حرمت پر یہاں پہلے بھی بات ہو چکی ہے اور اس پر کافی تفصیل سے لوگوں نے بات کی ہے۔ اور پروفیسر خورشید صاحب نے بہت عالمانہ انداز میں اس پر اپنا نقطہ نظر ایک اکانومسٹ کی حیثیت سے یہاں پیش کیا ہے۔ عالم اسلام کے ماہرین معاشیات نے بھی یہ رپورٹ دی ہے کہ یہ قابل عمل ہے۔ اور اس میں صرف ارادے کی بات ہے۔ جو بھی نظام آپ تبدیل کریں گے ایک نیا نظام لائیں گے ظاہر ہے کہ جو پرانے ادارے ہیں' ان اداروں کو

بھی تبدیل کیا جائے گا۔ اس معاشرے کو بھی تبدیل کیا جائے گا۔ لیکن اگر اداروں کو تبدیل نہ کیا جائے اور ان پر اصرار کیا جائے اور صرف اصطلاحات کو تبدیل کیا جائے تو اصطلاحات کی تبدیلی سے وہ بنیادی مقاصد پورے نہیں ہو سکیں گے جو کہ ہماری پیش نظر ہیں۔ اور اس کے لئے ایک مسلمان کے قلب و نظر کی ضرورت ہے۔ اور یہ ہماری ضرورت ہے اور اس دور کی یہ ضرورت ہے۔ مسلم امہ کی یہ ضرورت ہے۔ ہم ایک نظام جو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے یہ لازم ہے کہ ہم سرمایہ دارانہ نظام ' کیپٹلسٹ نظام اور سوشلسٹ نظام کے مقابلے میں اخوت کا ' بھائی چارے کا اور معاشی عدل کا ایک نیا نظام لے آئیں۔ اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ اجتہاد کرو اور کچھ لوگ تو اجتہاد کی بات بھی اس وقت کرتے ہیں جب سود کی بات آجاتی ہے۔ تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی سود حلال کرنے کیلئے اجتہاد کرو کہ اس کے نتیجے میں سود حلال ہو جائے یا کوئی ایسا اجتہاد کرو جس میں مرد اور زن کے اختلاط کا کوئی راستہ نکل سکے حالانکہ جناب والا! اجتہاد کا یہ مقصد نہیں ہے۔ اجتہاد قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں ہو سکتا ہے۔ اجتہاد قرآن و سنت کی کسی تعلیم کو اور بنیادی تعلیم کو توڑ کر نہیں ہو سکتا۔ اجتہاد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے دین کو اور اس کے بنیادی اصولوں کو چھوڑ کر ایک نئی بات اٹھا لیں۔ بلکہ اجتہاد کا مطلب یہ ہے کہ نیا مسئلہ اٹھتا ہے ایک نئی بات پیدا ہوتی ہے اس نئے مسئلے کو اور اس چیلنج کو قبول کرنے کے لئے قرآن اور سنت کی روشنی میں اور اس روح کے ساتھ اس سپرٹ کے ساتھ ہم اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں اور علامہ اقبال نے بہت خوبصورتی سے قرآن کریم کی ایک صفت اور مسلم امہ کی اس صفت کو اس طریقے سے بتایا ہے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کے پاس ہر دور اور عصر کا علاج موجود ہے اور اس کے لئے قرآن مجید میں تمام مسائل کا حل موجود ہے لیکن اس کے لئے ضرورت یہ ہے کہ ایک مسلمان کا قلب و جگر ہو کہ۔

چون مسلمانی اگر داری نظر   در ضمیر خویش و در قرآن نگر

صد جهاں تازه در آیات اوست   عصرها پیچیده در آنات اوست

اگر ایک مسلمان کا قلب و نظر رکھتے ہو تو قرآن میں اور اپنے ضمیر میں تلاش کر لو اس قرآن کریم 'اس کی آیات میں سینکڑوں نئے زمانے پوشیدہ ہیں اور اس کے اندر بہت سارے زمانوں کا حل موجود ہے۔ اس وقت جناب والا! جو نظام ہمارے ہاں چل رہا ہے اس کے نتیجے میں ہمارے اوپر سرمایہ دارانہ نظام کی بدترین شکل نافذ ہے اور اس بدترین شکل کو بدقسمتی سے اسلامی

اصطلاحات کے جامے پہنائے جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جب غریب آدمی غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا جائے گا اور یہ جو فرق ہے یہ بڑھے گا تو اس کے نتیجے میں لوگ کہتے ہیں کہ اس اسلام میں تو ہمارے مسائل کا کوئی بھی حل نہیں ہے۔ اسلام کی بھی بدنامی کا باعث بن رہی یہ حکومت اور سابقہ حکومت اس لئے اگر اس کو کرنا ہے تو صدق دل سے اس کے بارے میں اخلاص کے ساتھ اقدامات کرنے چاہئیں اور سود حلال کے اجتہاد کا دروازہ نہیں کھولنا چاہئے۔ جس طرح ہمارے وزیر خزانہ نے ساری بحث کے بعد جب اختتام کر رہے تھے تو اس کے بعد نتیجہ انہوں نے یہی نکالا کہ وہ جو کہتے ہیں کہ جرگہ کا فیصلہ منظور ہے لیکن پرنالہ وہیں رہے گا۔ تو انہوں نے سارا کہہ دیا کہ ہم تو بالکل ربا کو نہیں مانیں گے ہم تو کچھ بھی نہیں کریں گے لیکن آخر میں نتیجہ انہوں نے وہی نکالا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اور جو کچھ کر رہے ہیں وہی کریں گے۔ یہ ایک افسوسناک رویہ ہے اس حکومت کا اور بقول علامہ اقبال

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآن کو بنا دیتے ہیں پاژند
خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ وزیران حرم بے توفیق

جناب والا! سادہ زندگی کی ایک سفارش کی ہے اسلامی نظریاتی کونسل نے اور جناب وزراء صاحبان اور ان کے افسران نے کہا کہ سادہ نظام زندگی اور سادہ زندگی بسر کرنے پر عملدر آمد ہو رہا ہے۔ جناب والا! خدا لگتی کہئے کہ جس ماحول میں ہم اس وقت اسلام آباد میں رہتے ہیں کیا یہ سادگی کی علامت ہے۔ کیا یہ ہماری اس زندگی کو اور اس تلخی کو کچھ بھی یہاں پر محسوس کیا جا سکتا ہے جس تلخی سے ہمارے عوام دوچار ہیں۔ یہاں پر مجھے ایک خط دکھایا گیا ہے۔ میں حیران رہ گیا کہ بعض ممبران کے بارے میں 'قومی اسمبلی کے ممبران کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۵۰' ۵۰ ہزار روپے یومیہ کی کچھ لوگوں نے کیمسٹس اور ڈرگسٹس سے دوائیاں لی ہیں 'ایسی قیمتی دوائیاں اور اس طریقے کی بات کی گئی ہے۔ اور پھر جس ماحول میں جس طریقے سے ہم رہتے ہیں آپ صدر ہاؤس چلے جایئے' جس طرح بنا ہے' جس طریقے سے ڈنر ہوتے ہیں اور جس طریقے کی وہاں آرائشیں ہوتی ہیں جو زینتیں ہیں کیا یہی اس سادگی کی مثال ہے جو ہم قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں اور یہی وہ سادگی ہے جس کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ

لباس کو ہم نے سادہ بنا دیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی قوم کی جو اقتصادی حالت ہے عام آدمی کی جو اقتصادی حالت ہے اس کے پیش نظر اپنی تمام سرکاری ضرورتوں کا خیال رکھیں۔ جب ہم کوئی facility مانگتے ہیں اقبال احمد خان صاحب سے یہاں، تو ہمیں تو کہتے ہیں، جی غریب ملک ہے ہمارا اور ہم کہاں provide کر سکتے ہیں۔ اتنا سٹاف ہمارے پاس کہاں ہے کہ ہم آپ کو ہر قانون کی تمام کاپیاں دیں۔ لیکن آپ نے جو بلڈنگز بنائی ہیں۔ آپ نے جو فرنیچر بنایا ہے، آپ جس طریقے کے ڈنر کھلا رہے ہیں اس میں پھر کبھی آپ کے ذہن میں یہ بات نہیں آتی کہ ہم ایک غریب قوم کے نمائندے ہیں اور ہم ایک غریب حکومت کے افراد ہیں۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ اس حکومت کو سنجیدگی سے اس بات کو سوچنا چاہئے کہ ہم غریب قوم کے نمائندے ہیں اور ہماری تمام زندگی میں اور ہمارے تمام کاموں میں وہی جھلک ہونی چاہئے کہ ایک غریب قوم کی حکومت ہے۔ اگر بیرونی قرضے لے کر ہم اس طریقے سے اللے تللے میں اس کو اڑائیں گے تو ہمارے یہ قرضے بھی بڑھیں گے، ہماری مشکلات بھی بڑھیں گی اور ہم ایک غلط نمونہ بھی پیش کریں گے اور یہ تفاوت یہاں پر ایک خوفناک صورت اختیار کر جائے گا۔ لوگوں میں نفرت اور عداوت بھی بڑھے گی اور اس نفرت اور عداوت کی وجہ سے ہم کبھی ایک مضبوط اور ایک منظّم قوم نہیں بن سکیں گے۔ تو یہ شان و شوکت کی بجائے سادگی کی زندگی واقعی اپنانی چاہئے اور اسی سپرٹ کے ساتھ جس کی اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے اس کو قبول کرنے کی ضرورت ہے۔

جب ہم اس طرح کی تمام باتیں یہاں کرتے ہیں سود کی حرمت کے بارے میں اور مرد و خواتین کے اختلاط کے بارے میں اسلامی اصولوں کا یہاں ذکر ہوتا ہے، فحاشی اور عریانی کے توڑ کے لئے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی پالیسی پر جب ہم تنقید کرتے ہیں تو یہی کہا جاتا ہے کہ اب زمانہ کہاں چلا گیا اور آپ کہاں ہیں۔ زمانے کی بات کی جاتی ہے کہ اس زمانے کے تقاضے کو دیکھیں حالانکہ ہمیشہ انقلابی تحریکوں نے زمانے کی رو کو بدلا ہے۔ خود رسول اللہ علیہ آلہ وسلم نے زمانے کی رو کو بدلا ہے، روش کو بدلا ہے۔ ناچ رنگ فحاشی عریانی یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ جدید دور کی بات نہیں ہے۔ یہ اس زمانے کی ایجاد نہیں ہے۔ تمام تہذیبوں کا بیڑا اسی اباحیت نے تباہ کیا ہے غرق کیا ہے اور ہر اصلاحی تحریک جو اٹھی ہے اس کے خلاف اس نے کام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے خلاف کام کیا اور ایک پاکیزہ معاشرے کو وجود

میں لے آئے تو اگر کوئی تبدیلی لانی ہے کوئی انقلابی تبدیلی لانی ہے تو اس زمانے کی رو کے ساتھ چلنے کی بجائے اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا اور یہی تو علامہ اقبال نے نصیحت کی ہے۔ وہ ہمارے قومی شاعر ہیں ہم ان کی تصویر سامنے لگاتے ہیں ان کی جو تعلیمات ہیں وہ قرآن وسنت کی تعلیمات ہی ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ

دل غمین کے موافق نہیں موسم گل
صدائے مرغ چمن ہے بہت نشاط انگیز
حدیث بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز
زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ ستیز

کہ تم زمانے کے ساتھ جنگ کرو اگر زمانہ تمہارا ساتھ نہیں دیتا اور تمہارے خلاف ہے تو اس کو تبدیل کرنے کے لئے امت مسلمہ اٹھے۔ امت مسلمہ شہادت علی الناس کا فریضہ انجام دے گی۔ یہ قوموں کو اپنے پیچھے بلائے گی، یہ قوموں کی امامت کے لئے وجود میں آئی ہے۔ یہ قوموں کا اور دوسری جاہلانہ راستے پر چلنے والی قوموں کا دم چھلا بننے کے لئے یہ وجود میں نہیں آئی۔

جناب والا! یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ ذات پات اور برادری سسٹم کو ختم کیا جائے اور یہ آپ کو بھی معلوم ہے اور میں آپ کے سامنے یہ حقیقت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس غیر جماعتی انتخابات نے ذات پات اور برادری کو تقویت پہنچائی ہے۔ سیاسی جماعتیں جب ختم ہوئیں تو لوگوں نے ذات کو اور برادری کو استعمال کیا۔ اسی کی بنیاد پر انجمنیں بنیں، اسی کی بنیاد پر لوگوں نے ووٹ مانگے اور اسی کو اٹھایا گیا اور بہت بڑی دلیل یہ دی گئی میں گجر ہوں، میں جاٹ ہوں، میں پٹھان برادری کا ہوں، میں تمہاری فلاں برادری کا آدمی ہوں، میں آرائیں ہوں اور اسی بنیاد پر لوگوں نے ووٹ مانگنے کی کوشش کی اور یہ ہمارے معاشرے کا ایک پرانا روگ ہے۔ اس روگ کو ختم کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے اور یہ روگ غیر اسلامی ہے۔ اسلام اس کو ختم کرنے کے لئے آیا تھا۔ قرآن کریم کی آیت ہے کہ۔

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنا کم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم۔

اے لوگوں ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے سے تعارف حاصل کر سکو۔ یہ صرف تعارف کے لئے ہے

پہچان سکو کہ وہ کون سے چیئرمین غلام اسحاق خان صاحب ہیں۔ تو ہم کہہ سکیں کہ وہ بنوں کے رہنے والے ہیں اور وہ بلوچی ہیں یا ہم اس کا اظہار کر سکیں صرف پہچان کی خاطر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اس کی بنیاد پر آپس میں الگ الگ ہو جائیں اور ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہو جائیں۔ اس کے لئے قرآن کریم نے کہا ہے کہ عزت کا دارومدار صرف تقویٰ پر ہے' نہ مال پر ہے نہ دولت پر ہے اور نہ ذات اور نسل پر ہے بلکہ یہ صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ اور تقویٰ کی بنیاد ایسی بنیاد ہے جو کہ کسب سے اور اپنی محنت سے 'اپنی خداترسی اور اپنی خدمت کی وجہ سے ہر ایک آدمی حاصل کر سکتا ہے اور اس کے ذریعے سے کوئی ایسے تعصّبات پیدا نہیں ہوتے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں ایک نوحہ ابو جہل کے نام سے اقبال نے ایک نظم لکھی ہے اور وہ خانہ کعبہ میں جا کر اپنے بتوں کے سامنے فریاد کرتا ہے کہ اس شخص نے تو ہمارے سارے نظام کو ختم کر دیا' سب کچھ الٹا پلٹا دیا' اور اسی نوحہ میں ابو جہل بتوں سے فریاد کرتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مذہب کے بارے میں کہتا ہے۔

مذہب او قاطع ملک و نسب
از قریش و منکر از فضل عرب
اسوداں با احمراں آمیختند
آبروے دودمانے ریختند
در نگاہ او یکے بالا وپست
با غلام خویش بر یک خواں نشست

اس کو تکلیف اس بات سے پہنچی ہے کہ کالے اور گورے کو انہوں نے بالکل آپس میں ملا دیا اور اس نے ملک و قبیلے اور نسب کے تمام تعصّبات کو توڑ دیا' اور اس کی نظر میں بالا و پست دونوں بالکل ایک ہیں۔ اپنے غلام کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ گیا' یہی اسلام کی وہ بنیاد تھی اسی کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معبوث فرمائے گئے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارا سارا نظام ہی غیر جماعتی ہے الیکشن میں جن لوگوں نے ووٹ لئے ہیں اور جو لوگ الیکٹ ہو کر آئے ہیں ان میں سے بہت بڑی اکثریت نے اس کا سہارا لیا ہے اور اس نے ہماری سیاسی زندگی میں بہت ہی زیادہ دراڑ ڈال دی ہے۔

فرقہ بندی کے بارے میں بھی اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے لیکن فرقہ بندی

کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اس کی سرپرستی کی گئی ہے۔ اس بات کے میرے پاس شواہد موجود ہیں۔ شاہی مسجد لاہور میں ایک فرقہ یارسول اللہ کانفرنس کر رہا تھا اور دوسرا فرقہ محمد الرسول اللہ کانفرنس کرنا چاہتا تھا۔ دونوں آپس میں لڑ پڑے اور دونوں طرف اوقاف کے علماء تھے اور اور دونوں کو محکمہ اوقاف کی اور اس زمانے کی اتھارٹیز کی سرپرستی حاصل تھی اور یہ اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ آپس میں لڑتے رہیں، اور یہ جو عیش و عشرت کا نظام چل رہا ہے یہ اپنی جگہ پر قائم رہے اور وہ اپنی مصیبت میں پھنسے رہیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل میں آپس میں الجھے رہیں، اور یہ اپنا کام کرتے رہیں اور اس کا ایک ثبوت اور دلیل یہ بھی ہے کہ انہوں نے چار وفاق المدارس کو رجسٹر کیا ہے۔ ایک شیعہ مدارس کا وفاق ہے۔ ایک بریلوی، ایک دیوبندی کا، ایک اہل حدیث کا۔ چاروں وفاقوں کو انہوں نے رجسٹر کیا۔ کچھ لوگ ایک وفاق کی رجسٹریشن کے لئے ان کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارا کس فرقے سے تعلق ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم تو مسلمان ہیں ہمارا تو کسی فرقے سے تعلق نہیں ہے۔ یہ ہمارا نصاب ہے، یہ ہمارے قواعد ہیں تو انہوں یہی اعتراض کیا کہ جب تک تم کسی فرقے کے ساتھ منسلک نہیں ہوگے تو اس وقت تک تمہارا کوئی وفاق رجسٹر نہیں ہو سکتا۔ یعنی رجسٹریشن کے لئے ضروری ہے کہ کسی فرقے کے ساتھ تم منسلک ہو۔ صرف مسلمان کے لئے یہ ممکن نہیں ہے اور مساجد بھی فرقوں کے نام سے رجسٹریشن ہو رہی ہے۔ مسجد کے اندر چلے جائیے یہ بریلوی فرقے کے مسجد ہے، دیوبندی مکتب فکر کی مسجد ہے، اہل حدیث کی مسجد ہے یہ شیعوں کی مسجد ہے۔ میں کہتا ہوں مسلمانوں کی مسجد، اللہ کی مسجد ان کو کہاں غائب کر دیا ہے اور حکومت خود اس بات کی سرپرستی کر رہی ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

جناب والا! بریلوی اور دیوبندی کا آج سے سو سال پہلے تو کوئی نام بھی نہیں تھا۔ دونوں حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں اور ان سب کو ایک خاص سازش کی بنیاد پر ایسے فرقے بنا دیا گیا ہے۔ شیعہ اور سنی تو پرانے چلے آ رہے تھے، لیکن اہل سنت والجماعت میں دیوبندی، بریلوی اور لیکن اہل حدیث میں ایک بالکل فروعی اختلاف کی بنیاد پر یہ تمام تفریق کی گئی ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک گہری سازش ہے اور وہ سازش انگریز کے زمانے سے اسی لئے ہوئی ہے کہ یہ لوگ ایک نہ ہو سکیں، اکٹھے نہ ہو سکیں، کیونکہ امت کے اتحاد سے شیطانی نظام کو خطرہ ہے شیطانی نظام اور ابلیس کے نظام کی سرپرستی کرنے کے لئے اس کے تحفظ کے لئے ان کو

آپس میں لڑانا مقصود تھا۔ ورنہ جناب والا! کون نہیں جانتا کہ بریلی بھی ہندوستان کا ایک قصبہ ہے ایک شہر ہے اور دیوبند بھی وہاں کا ایک قصبہ ہے۔ نہ وہاں کوئی پیغمبر آیا ہے نہ وہاں کوئی کتاب اتری ہے۔ اس کے باوجود مساجد کے اوپر یہ لکھ دیا گیا ہے کہ یہ بریلوی مکتب فکر کی مسجد ہے اور یہ دیوبندی مکتب فکر کی مسجد ہے۔ یہ سب تمام مسلمانوں کی مسجدیں ہیں۔ جناب والا! مثال کے طور پر میں ایران کی مثال پیش کرتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کو اجازت نہیں ہے کہ تہران میں مسجد بنائیں کیوں نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ کس نے پابندی لگائی ہے کسی مسجد میں آکر نماز پڑھیں کیا ضرورت ہے شیعہ اور سنی کی الگ مساجد کی، لیکن اگر یہی اصول ہم یہاں نافذ کرنا چاہیں تو سب سے زیادہ جو چیخ وپکار ہوگی وہ اہل تشیع کی طرف سے ہوگی اس بارے میں حکومت اگر مناسب اقدامات کرے لوگوں کو بلائے تو اس طرح کی چھوٹی چھوٹی فروعات کو ختم کر کے امت کو ایک بنایا جا سکتا ہے اور امت کے اتحاد میں پوری قوم کی مضبوطی اور قوت ہے۔

لباس کے بارے میں سفارش کی گئی اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ سرکاری سکولوں کی حد تک نافذ ہے۔ لیکن جناب والا! سکولوں کا جو لباس ہے، بچوں کا جو لباس ہے وہ صرف سرکاری سکولوں کی حد تک کام نہیں بنتا۔ یہاں آپ کے پبلک سکول ہیں، اس میں مجھے معلوم ہے الگ طرز کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ امراء کے طبقے کے لئے بھی الگ سکول ہیں، جن کا لباس الگ ہے۔ امریکن سکولوں کے نام سے سکولوں کا ایک جال بچھایا جا رہا ہے جس پر ہمارے نصاب کا قانون بھی نافذ نہیں ہے۔ یہ تعلیم کے میدان میں بڑی بڑی خرابیاں ہیں اور لباس کی وجہ سے ایک عام بچے میں اور غریب بچوں میں احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے فحش کی بھی تعریف کی ہے کہ فحش کیا ہے اور فحاشی کیا ہے، بے حیائی کیا ہے اور جب بھی فحاشی اور بے حیائی کے خلاف کوئی بات کی جاتی تھی تو اس کے مقابلے میں ایک یہ دلیل لائی جاتی ہے کہ فحاشی کی آپ تعریف کریں بے حیائی کی آپ تعریف کریں۔ انہوں نے بے حیائی اور فحاشی کی تعریف کی ہے اور اس کے لئے قانون بنانے کی سفارش کی ہے جس کو نافذ نہیں کیا گیا، اور اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ بس نافذ نہیں کیا ہے۔ کیوں نافذ نہیں کیا ہے۔ جب یہ قرآن وسنت کے بارے میں آئینی اور ایک دستوری

ادارے نے سفارش کی ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں کی ہے۔ قرآن وسنت کی آیات کی روشنی میں کی ہے تو کیوں نافذ نہیں کی ہے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے لیکن جس بات سے واقعی کوئی فرق آتا وہ کام نہیں کیا۔

ذرائع ابلاغ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے استعمال کرنے کے لئے اس میں جتنی بھی سفارشیں کی گئی ہیں اس پر ان کی صحیح روح کے ساتھ عمل نہیں کیا گیا ورنہ جناب والا! آج کل کا دور یہ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کا دور تھے۔ میڈیا کی اتنی قوت ہے کہ قوم کو اٹھا سکتی ہے۔ یہ ہر چیلنج کے خلاف جذبہ بیدار کر سکتی ہے اور میڈیا کی جو قوت ہے اس کا اندازہ آپ ایک معمولی واقعہ سے لگائیں۔ کچھ مدت پہلے امریکہ کے سیارے کا ملبہ تھا جس کا نام سکائی لیب تھا، وہ دنیا کے کسی حصے میں گر رہا تھا، اور زیادہ اغلب امکان اس بات کا تھا کہ وہ غیر آباد علاقے میں گرے گا لیکن اس کا بھی ایک ریموٹ امکان تھا کہ ہو سکتا ہے کسی آبادی میں گر جائے اور اس کے نتیجے میں ایک دو مکان یا اک دو افراد کہیں اس کا نشانہ بن جائیں۔ میڈیا کے زور سے ذرائع ابلاغ کے زور سے اس کی بہت زیادہ پبلسٹی اور پروپیگنڈہ کیا گیا۔ یہ کئی سال کی بات ہے میں ایک عام پبلک جلسے میں بیٹھا ہوا تھا، اور عام لوگ بات کر رہے تھے کہ وہ چیز آج گر رہی ہے میں نے کہا کہ کیا چیز گر رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ اسکائی لیب گر رہی ہے کوئی بلا اوپر سے گر رہی ہے اور پتہ نہیں وہ کس کے سر کے اوپر گرے گی۔ یعنی روز یہاں پر سینکڑوں اور ہزاروں ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں ہزاروں لوگ، لاکھوں لوگ یہاں سے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں نئے آجاتے ہیں لیکن ایک معمولی چیز کے لئے پوری قوم کو پوری دنیا کو متوجہ کیا گیا تھا اور سب لوگ یہ سمجھتے تھے کہ بہت بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔ چھوٹی چیز کو بڑا بنانا اور بڑی چیز کو نظر انداز کرنا یہ ذرائع ابلاغ کا کام ہے۔ ہمارے ملک میں ذرائع ابلاغ سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاتا، قوم کے اندر قوت کا ایک بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ اسی چنگاری کی طرف علامہ اقبال نے ارشاد کیا تھا۔

کیا عجب میری نوا ہائے سحر گاہی سے
زندہ ہو جائے وہ آتش کہ تیری خاک میں ہے۔

اس قوم کی خاک میں ایک آتش موجود ہے جو شعلہ جوالا بن سکتی ہے۔ ایک بہت بڑی قوت

ہے۔ ایک قوت کا بہت بڑا خزانہ موجود ہے۔ لیکن اس کو اٹھایا جاسکتا ہے اس کو ابھارا جاسکتا ہے۔ اس قوم کو کارہائے نمایاں انجام دینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے قیادت جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ اس خزانے اور اس قوت سے خود خائف ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ اس قوم میں وہ قوت ابھر کر سامنے آئے۔ ورنہ ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے والی یہ قوم ہے۔ لیکن اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا'

مجھے ذرائع ابلاغ کے بہت ذمہ دار لوگوں نے کہا ہے جب میں نے انہیں کہا کہ افغانستان کے بارڈر پر اپنے ہاں اتنا بڑا جہاد ہو رہا ہے اور ہمارے لوگ اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ کچھ بھی ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ افغانوں کو جانتے ہیں تو ٹرانسپورٹ کے حوالے سے' یا ان کے خلاف جو پروپیگنڈہ ہوتا ہے اس کے حوالے سے جانتے ہیں۔ آپ کے یہ ذرائع ابلاغ کس مرض کا علاج ہیں۔ جہاد تو کہیں طرابلس میں بھی ہوتا تھا۔ لیبیا میں بھی ہوتا تھا تو یہاں کے لوگ تڑپ جاتے تھے۔ لیکن یہاں ہمارے بارڈر پر اتنا بڑا جہاد ہے اور اس کے بارے میں ہمارے لوگ بے خبر ہیں یا غیر متعلق ہیں۔ لاتعلقی کا سبب آپ کے یہ ذرائع ابلاغ ہیں تو اس نے کہا کہ یہ ہماری پالیسی نہیں ہے۔ آپ پالیسی کو تبدیل کر کے لے آئیں۔ ہماری پالیسی یہ نہیں ہے کہ قوم کے اندر جذبہ جہاد پیدا کیا جائے کیونکہ جذبہ جہاد سے آقا ناراض ہوتا ہے۔ امریکہ ناراض ہوتا ہے۔ اس کو خوف ہے اور انہوں نے (امریکیوں نے) اس بات کا ذکر بھی کیا ہے۔ صدر نکسن کی ایک کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہمارے جو اس ریجن میں interests involve ہیں ان کے لئے جو بڑے بڑے خطرات ہیں ان میں ایک خطرہ یہ شمار کیا ہے۔ اگر ایران کی ٹائپ کے fundamental revolutions دوسرے ممالک میں بھی ہوں تو یہ ہمارے انٹرسٹ کے لئے اور ہمارے مفاد کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ اور اسی خطرے کے پیش نظر ان کی یہ پالیسی ہے کہ اسلام کے نام سے اسلام کو بدنام کرو۔ اسلام کے نام کی چیخ وپکار کرو۔ وہی اصطلاحات استعمال کرو۔ وہی باتیں کرو۔ لیکن اس کے ذریعے سے نظام یہی رکھو تاکہ اس سے لوگ مایوس ہو جائیں۔ لوگ کہیں کہ اسلام تو نافذ ہے جس طریقے سے ہمارے وزراء کرام کا اس میں یہ کردار رہا ہے اور ہمارے ذرائع ابلاغ کا بھی یہ کردار ہے۔

جناب والا! پولیس کی اصلاح کے بارے میں بھی سفارشات کی گئی ہیں۔ انتظامیہ کے افسران کی تربیت کے لئے بھی سفارشات کی گئی ہیں جیل خانہ جات کو ایک اصلاحی رول ادا کرنے کے لئے بھی سفارشات کی گئی ہیں۔ اگرچہ زبانی کہا جارہا ہے لیکن ان تمام سفارشات پر حقیقت میں عملدر آمد نہیں ہوا' ورنہ ہمارے افسران کی تربیت کی جو اکادمیاں ہیں ان میں افسر طبیعت کے لوگ نہ نکلتے۔ افسرانہ شان دکھانے والے نہ نکلتے بلکہ اس میں سے خادم نکلتے۔ لوگوں کی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نکلتے جبکہ ان کو یہاں جو تربیت دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے اور اپنے درمیان فاصلہ کیسے رکھو گے۔

جناب والا! یہاں پر ایک امریکی یہودی کو بلایا گیا' اور اس کو حکومت پاکستان کی طرف facility provide کر کے پاکستان آرمی کی تمام جتنی بھی چیزیں ہیں دکھائی گئیں۔ اس نے پاکستان آرمی پر ایک کتاب لکھی۔ سٹیفن کوئن اس کا نام ہے شاید۔ میں حیران رہ گیا' انہوں نے خود اسے بلایا۔ میں نے اس میں پڑھا ہے اور اس نے کہا ہے کہ پاکستان آرمی کی سب سے بڑی achievement یہ ہے کہ اس نے اسی فرق کو جو انگریز کے وقت انگریز اور پاکستانی سپاہی کے درمیان تھا' برقرار رکھا ہے۔ یہ اس کی بہت بڑی achievement ہے اور ہماری پوری بیوروکریسی کی یہ تربیت ہے کہ وہ فرق اور فاصلہ کس طریقے سے برقرار رکھا جائے گا۔ ان کو تربیت دی جاتی ہے کہ اگر تمہارا کچھ بھی کام نہ ہو' تم دفتر کے اندر بیٹھ کر اخبار پڑھا کرو۔ لیکن جو بھی آدمی آئے اس کو پندرہ منٹ باہر انتظار کرایا کرو تاکہ لوگوں کے اندر یہ فاصلہ اور یہ رعب باقی رہے کہ افسر ہے اور افسرانہ شان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے جو اکیڈیمیز بنائی ہیں ان میں اس تربیت کا کوئی انتظام نہیں ہے کہ ان کو کس طریقے سے ایک مسلمان افسر کی حیثیت سے ایک خادم قوم افسر کی حیثیت سے تربیت دی جا سکتی ہے۔

عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کے بارے میں جو سفارش کی گئی ہے یہ اسلام کا ایک بنیادی تصور ہے اسلام اور شریعت کے نظام کا تو سب سے بڑا فائدہ ہی یہ ہے کہ ایک مسلمان شہری اور غیر مسلم بھی ایک اسلامی حکومت میں مطمئن رہتا ہے کہ میرے حقوق کو کوئی نہیں چھین سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول نے مجھے جو تحفظ دیا ہے اس تحفظ کی یہ اسلامی حکومت ذمہ دار ہے۔ میری عزت' میری جان' میرا مال' میری آبرو محفوظ ہے اور اس میں وہ کامل اطمینان کے ساتھ زندگی گزارتا ہے کہ میرے اوپر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا۔ یہ اسی لئے ہے کہ اس میں عدلیہ بالکل

آزاد ہوتی ہے اور انتظامیہ سے الگ ہوتی ہے۔

اس عدلیہ اور انتظامیہ میں جابر سلاطین کے دور میں بھی لوگ گئے ہیں اور سلطان مراد کی کہانی تو علامہ اقبال نے اپنی ایک نظم میں بیان کی ہے۔ اور آپ تو فارسی جانتے ہیں۔ آپ پڑھتے بھی ہیں اور شعر کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ آپ نے اس پوری کہانی کو دیکھا ہو گا' وہ غریب معمار جس کا ہاتھ بادشاہ نے کاٹا تھا' اس نے قاضی کی عدالت میں فریاد ہی یہ کی' تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کے نگہبان ہو' اس کی شریعت کی رو سے میرے ساتھ ظلم ہوا ہے مجھے انصاف دلاؤ اور قاضی نے شریعت کے نام پر اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نام پر بادشاہ کو بلایا اور بادشاہ شریعت کا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا حوالہ پڑھ کر لرز گیا اور وہ اس خیال اور عقیدے سے آیا کہ میں ایک عام قاضی کی عدالت میں نہیں ہوں' میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عدالت میں جا رہا ہوں۔ عدالت نے مظلوم کو قصاص کا حق دے دیا کہ تم بھی اس کا ہاتھ کاٹ دو' اور اس نے بہت خوشی سے اپنا ہاتھ نکالا لیکن اس معمار نے پھر یہ کہہ کر کہ میں نے تمہیں مصطفیٰ کی خاطر بخش دیا۔ جس کی شریعت نے مجھے یہ حق دیا' اس کی خاطر میں نے تمہیں بخش دیا اور پھر آخر میں علامہ نے کہا ہے۔

یافت مورے بر سلیمانی ظفر
سطوت آئین پیغمبر نگر

پیغمبر کے آئین کی شان دیکھو ایک چیونٹی نے ایک سلیمان پر ایک بادشاہ پر کامیابی حاصل کی

جناب چیئرمین! قاضی کا فتویٰ بھی سنایا ہے۔

خون شہ رنگیں تر از معمار نیست

جناب والا! اصل راز اسی میں ہے جو عدلیہ اور انتظامیہ کی علیحدگی کی برکت سے ہو سکتا ہے اور اس پر ہمارے ملک میں عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ لوگ اس کے پنجے میں رہیں' اس کی مٹھی میں رہیں اور ان کو انصاف حاصل نہ ہو سکے۔

جناب والا! اردو زبان اور علاقائی زبانوں کے بارے میں بھی اس میں کہا گیا ہے۔ انگریزی کو میں لعنت تو نہیں کہوں گا' کیونکہ وہ ایک علمی زبان ہے لیکن جس طریقے سے اسے ہمارے اوپر مسلط کیا جا رہا ہے ٹھیک ہے علمی زبان کی حیثیت سے رہے' ایک بین الاقوامی زبان کی

حیثیت سے ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور ہم نے اس سے فائدہ بھی حاصل کیا ہے۔ جناب والا! کسی بھی قوم نے یہ نہیں کیا کہ اپنی زبان کو چھوڑ کر پرائی زبان کو اپنایا ہو نہ یہ جاپان نے کیا' نہ یہ چین نے کیا نہ افغانستان نے کیا' نہ عرب ممالک نے کیا' نہ ایران نے کیا' نہ ترکی نے کیا۔ چینیوں اور جاپانیوں کی زبان کا جو رسم الخط ہے وہ اتنا پیچیدہ اور مشکل ہے کہ وہ خود بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی چیز پر اصرار کیا۔ لیکن ہمارے ملک میں لوگ انگریزی پر فخر کرتے ہیں اور فخر کا ایک ذریعہ بنتے ہیں اور یہ جتنے بھی فاصلے ہمارے ملک میں پائے جاتے ہیں یہ اسی زبان کے فاصلے کی وجہ سے ہیں اور اپنی افسران شان دکھانے کے لئے کہ ہم کوئی برتر مخلوق ہیں وہ اپنے بچوں کی بھی تربیت اسی زبان میں کرنا چاہتے ہیں 'اسی تہذیب میں کرنا چاہتے ہیں۔ خود بھی اس کے محافظ بنے بیٹھے ہیں اور اس کے بدلنے کے لئے جتنی بھی کوششیں کی جاتی ہیں ان تمام کوششوں کو سبوتاژ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ ایک خاص طبقہ ہے جو ہمارے اوپر مسلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے اس طرح کی سفارشات پر عملدرآمد نہیں کیا تو پھر قوم کو اسی پیمانے کی ایک جنگ لڑنی پڑے گی ان کے خلاف جو کہ آزادی کی جنگ ہوتی ہے۔ جو کہ ایک غیر ملکی حکمران کے خلاف لڑی جاتی ہے۔ اسی سپرٹ سے ان کے خلاف لوگوں کو لڑنا پڑے گا۔

جناب والا! یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو حکومت کا فریضہ ہے اور ہر اسلامی حکومت میں "منکر" بھی معلوم چیز ہے اور "معروف" بھی معلوم چیز ہے۔ معروف اسی بھلائی کو کہتے ہیں کہ ہر آدمی جانتا ہے کہ یہ بھلائی ہے۔ ہر آدمی کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ اچھی بات ہے۔ ان اچھائیوں کا حکم دینا ان برائیوں سے روکنا جس کے بارے میں ہر آدمی جانتا ہے کہ یہ برائی ہے یہ حکومت کی ایک ذمہ داری ہے۔ پولیس کی یہ ذمہ داری ہے۔ تمام لوگوں کی یہ ذمہ داری ہے۔ حکومت کی پوری قوت نافذہ اسی کے لئے استعمال ہونی چاہئے۔ ہمارے ملک میں جو نظام ہے۔ پولیس تو امر بالمنکر اور نہی عن المعروف کرتی ہے۔ وہ تو مجرموں کی سرپرستی کر رہی ہے۔ کوئی بھی جرم ایسا نہیں ہے جس میں پولیس کی سرپرستی نہ ہو۔ کوئی بھی مجرم جو جرم کا اڈا بناتا ہے 'جوئے کا' خرابی کا' فحاشی کا اس سے پہلے بنیادی ضرورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ وہ مقامی پولیس کی انتظامیہ سے راہ و رسم بنائے۔ مقامی انتظامیہ پولیس کی سرپرستی حاصل کرنے کے بعد ہی اس کا دھندہ چل سکتا ہے۔ منشیات کے بارے میں بھی یہی ہے۔ یہ جو پولیس والے قتل

ہوتے ہیں۔ یہ اپنے اعمال کے نتیجے میں قتل ہوتے ہیں۔ یہ خود ان غنڈوں کی سرپرستی کرتے ہیں، ان کو کھلاتے پلاتے ہیں۔ یہ سب آپس میں مل کر کام کرتے ہیں۔ سارا دھندہ آپس میں مل کر چلاتے ہیں اور جب کسی چیز پر ناراض ہو جاتے ہیں ایک دوسرے سے تو پھر لڑائی اور قتل تک نوبت پہنچتی ہے۔ اس کی اصلاح کرنے کے لئے انقلابی جذبے اور صالح جذبے کی ضرورت ہے۔ زبانی دعوؤں کے باوجود جناب والا! عملدر آمد اسی لئے نہیں ہوتا کہ قوت نافذہ انہی لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو حقیقت میں اس پر عمل در آمد نہیں کرنا چاہتے علامہ اقبال اسی طریقے کی خرابیوں کو اور تمام برائیوں کو شمار کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ

تا تہہ و بالا نہ گردد این نظام
دانش و تہذیب و دین سودائے خام

کہ جب تک یہ پورا نظام تہہ وبالا نہیں ہو جاتا اس وقت تک عقل اور دین اور تہذیب سودائے خام ہے۔ اس پورے نظام کو تہہ وبالا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے جناب والا! میں چاہوں گا کہ یہ جو نظریاتی کونسل کی رپورٹ ہے اس کو talked out نہیں ہونا چاہئے جس طرح کہ انگریزی کی یہ اصطلاح ہے کہ یہ talked out ہو جائے گی۔ اسے talked out نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے نتیجے میں ہمیں کچھ ایسی مشینری بنانی چاہئے۔ کچھ کمیٹیاں، کچھ قرار دادیں، کچھ مشینری کہ وہ مشینری اس کی ایک سفارش پر سوچے، اس پر غور کرے اور ایک کنکریٹ فارم میں اس ایوان کے سامنے وہ تمام اقدامات لائے کہ اس کا نتیجہ ہم کیا اخذ کر سکتے ہیں۔

ہمیں خوشی ہوئی کہ وزارت مذہبی امور کے انچارج وزیر نے جو ایک دردمند مسلمان ہیں اور جو چاہتے ہیں اس ایوان میں بھی بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو دل سے خلوص سے چاہتے ہیں کہ کوئی تبدیلی ہو انہوں نے جو تجویز پیش کی کہ یہاں پر جو تجاویز آئی ہیں جس طریقے سے بحث ہوئی ہے اس کا ایک خلاصہ ان کو دیا جائے اور اس کے بعد وہ وائنڈ اپ کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ یہاں کچھ کمیٹیاں بنیں اور ان کمیٹیوں کے ساتھ مختلف موضوعات کے بارے میں فیصلہ ہو جائے اور ہر موضوع کے لئے کچھ کمیٹیاں بنیں۔ ان کمیٹیوں کے سپرد یہ کام کر دیا جائے تاکہ اس کا کوئی نتیجہ نکلے۔ اگر کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا تو پھر تو یہی ہوگا کہ نشستند، وگفتند و برخاستند۔ جناب والا! میں آپ سے

یہ توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس کو talked out نہیں ہونے دیں گے اور آپ پر ہے یہ ذمہ داری۔ اگر اتنا زیادہ وقت اس پر صرف ہوا ہے تو اس کا نتیجہ کوئی ضرور نکلنا چاہئے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔ میرے پاس جن حضرات کے نام درج ہیں ان میں سے بدقسمتی سے کوئی بھی ایوان میں موجود نہیں ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب تشریف لے گئے ہیں۔ عبدالرحیم میرداد خیل چھٹی پر ہیں۔ میر غلام حیدر تالپور بھی غالباً ہاؤس میں نہیں ہیں۔ اور کوئی صاحب اگر بولنا چاہیں۔ جناب بنگلزئی صاحب!

جناب شاد محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر، سر۔ جناب آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ کورم نہیں ہے۔ پہلے بھی نہیں تھا۔ لیکن چونکہ تقریر بہت اچھی تھی اس لئے میں نے پوائنٹ آوٹ نہیں کیا۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں نے اس وقت تقریر کی خاطر بولنا مناسب نہیں سمجھا لیکن کچھ معزز سینٹر اور دوسرے حضرات گیلری میں اتنے زور سے بول رہے تھے کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ایک دوسرا سینٹ وہاں ہو رہا ہے یہ بھی دراصل اس ایوان کے آداب کے خلاف ہے اور قوانین کے خلاف بھی ہے۔

جناب چیئرمین: مجھے پورا اتفاق ہے۔ بدقسمتی سے میری توجہ اس طرف نہیں تھی میں خود بھی تقریر سننے میں اتنا محو تھا کہ اور کچھ نہیں سن سکا۔ بہرحال آپ حضرات کی جیسے رائے ہو۔ کیا اس کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ آج ختم ہو جائے۔ وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اختتامی تقریر ۱۷ کو کریں گے۔ تو اگر کوئی صاحب تقریر کرنا چاہیں تو وہ بھی ۱۷ کو ہی بول لیں۔

جناب چیئرمین: اچھا جناب جو گیزئی صاحب تو تین دفعہ بول چکے ہیں وہ تو مجھے پتہ ہے۔

نواب زادہ جہانگیر شاہ: نظریاتی کونسل کی جو سفارشات ہیں وہ تو بالکل ٹھیک ہیں لیکن جہاں کوئی بات ہے اس پر بولنا چاہتے ہیں

جناب چیئرمین: صحیح ہے۔ یہ مضمون ختم نہیں ہو رہا۔ یہ تمام مضامین اجتماعی بحث میں پھر دوبارہ آرہے ہیں۔ تو جن حضرات کی کوئی حسرت ابھی تک باقی ہے وہ بھی انشاءاللہ پوری ہو جائے گی۔ تو پھر آج اس کو ملتوی کرتے ہیں۔ اور جہاں تک ۱۷ تاریخ کا تعلق ہے جو آفیشل

ڈے ہو گا اس میں وزیر محترم سے درخواست ہے کہ اس کو وائنڈ اپ بھی کریں۔ ایک دو صاحب اگر رہتے ہیں تو ان کو بھی موقع دیا جائے گا بولنے کا۔ اس کے بعد وزیر صاحب wind up کریں اور دوسری ڈبیٹ کا بھی آغاز کریں۔ جو کچھ عملدر آمد ہو چکا ہے جس کا خاکہ ان کے پاس ہے اس کو بھی سرکولیٹ کر دیں۔

میر حاجی ترین: میری گذارش یہ ہے کہ جو خاکے باقی ڈیبیٹس کے ہیں وہ میں انشاء اللہ ۱۶ تاریخ کو ہاؤس میں تقسیم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: بہت بہت شکریہ۔

جناب خورشید احمد: ایک بات جو میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ ایوان میں تین چار موضوعات کے لئے وعدہ ہوا تھا کہ ان پر بحث ہو گی۔ اگر آپ اس طرح کر لیں کہ ۱۷ تاریخ کو یہ وائنڈ اپ ہو جائے۔ اور اس کے بعد آپ ایک یا دو موضوعات کو لیں تا کہ منہ کا مزا بھی ذرا بدل جائے اور لوگ پڑھ بھی لیں اور پڑھنا چاہئے لوگوں کو کیونکہ یہ خاصی محنت سے کیا ہوا کام ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس پر وقت صرف کریں۔ تعلیمی پالیسی پر وعدہ ہوا تھا۔ مضاربہ کے مسئلے پر وعدہ ہوا تھا۔ تو ان issues کو بھی ہمیں لینا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ۱۷ تاریخ کو جب آفیشل بزنس ڈے ہو اور دوسری بحث کا آغاز ہو اس میں یہ بھی تعین کر لیا جائے کہ بجائے اس کے کہ ایک جنرل ڈسکشن ہو ایک خاص مضمون ایک خاص دن کے لئے چنا جائے اور بحث پھر اس دن تک confine ہو یہی میرے خیال میں صحیح رہے گا۔

جناب اقبال احمد خان: اس میں جناب والا! میری ایک گذارش ہو گی۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو جب موضوع fix کریں تو اسی دن ہی جو احباب اس پر بولنا چاہیں ان کے نام لے دیں۔ اس سے ہم وقت کا تعین کر سکیں گے کہ یہ کب تک ہو سکے گا کیونکہ اگر اس طرح miscellaneous رہے اس میں تھوڑا سا اگر یہ بھی ممکن ہو کہ معزز سنیٹرز سے یہ بھی گذارش کر دی جائے کہ وہ کوشش کریں کہ وقت پر اپنے خیالات کا اظہار کر لیں بجائے اس کے کہ پھر ان کے انتظار میں پھر adjournment ہو۔ اس میں کافی وقت صرف ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: اس کا عملی طریقہ یہی ہو گا کہ فرض کیا ہم تعلیم کا موضوع لے لیتے ہیں

کہ اس پر بحث ہو۔ اس کے لئے ایک دن تعلیم کے لئے مخصوص کیا جائے گا۔ جو حضرات اس پر بولنا چاہیں ان میں اگر کوئی اپنی باری کو miss کر جائے گا تو پھر دوبارہ اس کو موقع نہیں ملے گا۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! اس صورت میں تو یہ ہو گا کہ ایک ہی ممبر کو کئی کئی دفعہ بولنا پڑے گا اور بار بار کئی دنوں تک بولنا پڑے گا۔ اگر آپ ایک مضمون کو ایک دن کے لئے متعین کر دیتے ہیں مثلاً میں اسی موضوع پر اسی دن کو بولتا ہوں۔ کیونکہ کتابوں کے اندر تو موضوعات بہت زیادہ ہوں گے۔ پھر دوسرے دن دوسرے موضوع پر بھی بولنا پڑے گا۔ دوسرے دن بھی پھر موقع دیا جائے گا۔ تو اس میں میرے خیال میں وقت کی بچت کی جائے ورنہ وقت زیادہ صرف ہو گا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس طرح بحث زیادہ بامعنی ہو گی کہ ایک مضمون کا پورا تجزیہ کیا جائے گا۔ اس کی سفارشات آ جائیں گی۔ لوگوں کے views اس میں آ جائیں گے اور جو حضرات تمام بحث ایک ہی دن کرنا چاہیں گے تو بیشک ان کو بھی موقع ملے گا۔

قاضی اللطیف یعنی دوسرے موضوعات پر بھی اسی دن بولنے کی اجازت ہو گی۔

جناب چیئرمین : ضرور ہو گی۔ وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

قاضی عبداللطیف : ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : اجلاس کو اتوار ' ساڑھے چار بجے بعد از دوپہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے جو کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہو گا۔

[*The Senate then adjourned to meet again at 4.30 P.M. on Sunday, February 16, 1986.*]

PCPPI—2376(86) Senate—14-2-88—300.